بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

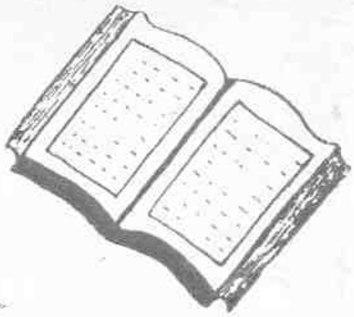

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

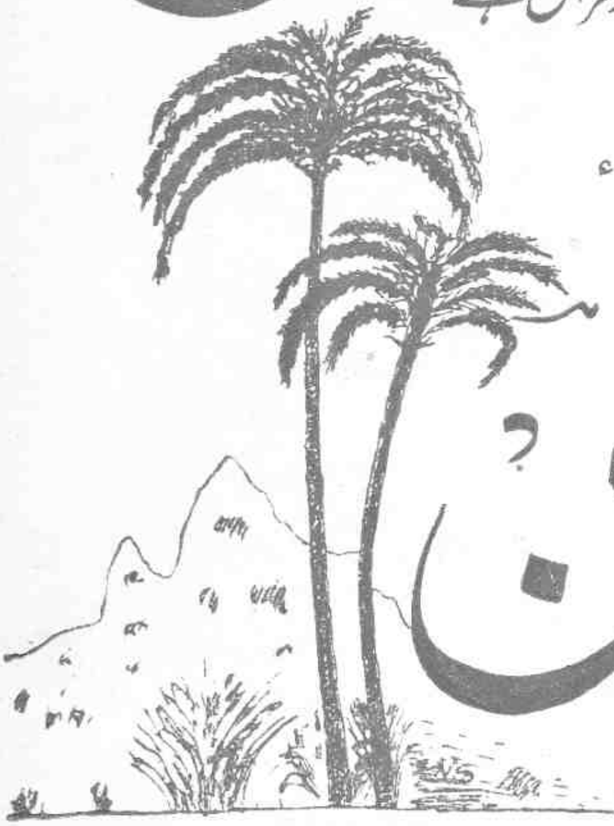

جنوری-فروری ۱۹۶۲ء

الفرقان

(۱) فضائلِ قرآن مجید بیان کرنے والا (۲) غیر مسلموں یعنی آریوں، عیسائیوں اور بہائیوں کے قرآن مجید پر اعتراضات کا جواب دیکر انہیں دعوتِ اسلام دینے والا - (۳) باشندگانِ پاکستان کو عربی زبان سکھانے والا (۴) مستشرقین کے خیالات پر تحقیقی تبصرہ کرنے والا ماہنامہ !

ایڈیٹر
ابوالعطاء جالندھری

سالانہ چندہ چھ روپے
قیمت رسالہ ھذا
ایک روپیہ

کل من علیها فان

حضرت میرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ
جلسہ سالانہ میں ذکر حبیب کے موضوع
پر تقریر فرما رہے ھیں -

حضرت میرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء میں
۲۷ دسمبر کو اجلاس کی صدارت فرما رہے ھیں -

صفحات ۱۴-۴۵ ملاحظہ فرمائیں -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا

اے بے خبر! بخدمتِ فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

(حضرت مسیح موعودؑ)

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

یعنی

مذاہبِ عالم پر نظر

جلد ۱۲ ——— شمارہ ۱، ۲

جنوری فروری ۱۹۶۲ء

مدیر مسئول :- ابوالعطاء جالندھری

اعزازی اراکین ادارۂ تحریر

(۱) قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری (۲) صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب (۳) مولانا محمد سلیم صاحب فاضل (۴) شیخ مبارک احمد صاحب نیروبی (۵) شیخ [illegible] صاحب [illegible] بی۔ اے (۶) چوہدری محمد شریف صاحب فاضل بی۔ اے

بدل اشتراک

پاکستان و بھارت - چھ روپے ٭ دیگر ممالک - ۱۲ شلنگ

قیمت پرچہ ہذا ایک روپیہ

چندہ پیشگی آنا چاہیئے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۲ | الفرقان ربوہ | شعبان، رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ
شمارہ ۱-۲ | | جنوری، فروری ۱۹٦۲ء

مندرجات

• روحانیت کا موسم بہار	ایڈیٹر	ص۳
• الاعتکاف اور اس کے چند مسائل	"	ص۷
• نعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ	ص۸
• پادری عبدالحق صاحب کو دعوت مناظرہ	ابوالعطاء	ص۹
• تثلیث پرستی کا زوال	"	ص۱۱
• متذرات	ایڈیٹر	ص۱۲
• خلافت راشدہ اور اس کا آغاز	تقریر ابوالعطاء	ص۱۴
• وقت کے امام کو پہچانیئے	جناب اکرام احمد صاحب کراچی	ص۳۱
• البیان (دو رکوع قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر)	ابوالعطاء	ص۳۳
• حضرت میرزا شریف احمد صاحبؓ کے خصال محمودہ کا تذکرہ	ابوالعطاء	ص۴۱
• حضرت میرزا شریف احمد صاحبؓ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مشابہت	اقتباس مضمون حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی	ص۴۲
• نہایت پیارے بھائی کی یاد میں	حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ	ص۴۳
• سانحۂ جانگداز وفات حضرت میرزا شریف احمدؓ (نظم فارسی)	جناب قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ ہوتی مردان	ص۴۴
• آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ (سوال کا جواب)	ابوالعطاء	ص۴٦
• فیصلہ کن مباہلہ کی دعوت منظور! (مولوی منظور احمد صاحب آف چنیوٹ پر اتمام حجت)	ابوالعطاء	ص۴۹

• عزائم (نظم اردو)	جناب مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم	ص۵۳
• خیر مقدم امام زمان علیہ السلام (فارسی نظم)	شیدا جان کی تمنا	ص۵٦
• حاصل مطالعہ	متعدد اصحاب علم کے حوالجات	ص۵۸
• شراب نوشی	جناب مولوی نور الحق صاحب انور مشرقی افریقہ	ص٦۱
• پاک ہند کے قدیم پیغمبر	جناب محمد اسد اللہ صاحب فاضل قریشی الکاشمیری	ص٦۵
• سوختنی قربانی کی اصل حقیقت کیا ہے؟	جناب مولوی عبداللطیف صاحب فاضل بہاولپوری	ص٦۹
• معاونین الفرقان کے اسماء گرامی (تحریک دعا)	ادارۂ الفرقان	ص۷۳

رمضان المبارک کی خوشی میں

رسالہ الفرقان کی خریداری میں خاص رعایت

جو دوست ماہ رمضان ۱۳۸۱ھ میں رسالہ الفرقان کی نئی خریداری منظور کریں گے وہ چھ روپے کی بجائے پانچ روپے بھیج کر سال بھر کے لئے خریدار بن سکتے ہیں جنہیں انہیں یہ خاص نمبر بھی مل سکتا ہے۔ رمضان المبارک کے ختم ہونے سے پہلے پہلے پانچ روپے بھیج کر اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں ——— !

(مینیجر الفرقان ربوہ)

رُوحانیّت کا موسمِ بہار

رمضان المبارک اور اس کے فضائل

برکات ــــ اور ــــ مسائل

اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں، اس کے فضلوں اور اس کی برکات کا خاص مہینہ ــــ رمضان المبارک ــــ شروع ہو رہا ہے۔ اسلامی شریعت میں روزہ ایک **بنیادی عبادت** ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے روزوں کو اسلام کا ایک **ستون** قرار دیا ہے۔ قرآن مجید نے رمضان المبارک کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور **بیمار** اور **مسافر** کے استثناء کے ساتھ سب عاقل بالغ مسلمانوں پر یہ روزے رکھنا لازمی ٹھہرایا ہے۔ فرمایا **فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ** تم میں سے جو اس ماہ میں حاضر ہو یعنی مسافر اور بیمار نہ ہو اسے روزہ رکھنا ضروری ہے۔

روزہ ایک خاص روحانی عبادت ہے جس سے نفس کی بے اعتدالیوں کا علاج ہوتا ہے۔ انسانی رُوح صیقل ہوتی ہے، انسان کے قلب میں نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی زبان ذکرِ الٰہی سے تر رہتی ہے۔ اس کے اعضاء اور جوارح اس کیفیت سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں جو انسانی زندگی کے مقصد کو پورا کرنے کیلئے ضروری ہے۔ روزہ کا اثر روزہ دار کی ذات پر بھی ہوتا ہے، اس کے ماحول پر بھی اثر پڑتا ہے۔ روزہ داروں کا ماحول ایک پُر امن اور عافیت بخش ماحول ہوتا ہے۔ ہر شخص دوسرے کی زبان کی ایذاء سے محفوظ، دوسرے کے ہاتھوں کے ظلم سے محفوظ اور ہر شخص کا دل دوسرے کے لئے خیر خواہانہ جذبات سے معمور ہوتا ہے۔ روزہ دار خوب محسوس کرتا ہے کہ اس کے مفلوک الحال بھائی سال بھر کس شدّتِ بھوک اور ضعف و کمزوری کا شکار رہتے ہیں۔ اسے روزہ کے ان ایّام میں روحانی کیفیت کے حصول کے علاوہ بنی نوع انسان کی باہمی اخوّت اور ان کے لئے ہمدردانہ جذبات سے معمور ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔ غرض روزہ روحانی اور معنوی طور پر بھی ایک نہایت مفید عبادت ہے اور اپنے مادی اور ظاہری فوائد کے لحاظ سے بھی بڑی بابرکت چیز ہے۔ روزہ فرد کی اصلاح کا بھی ذریعہ ہے اور معاشرہ کی مجموعی اصلاح کے لئے بھی بہترین طریقہ ہے۔ اسی لئے روزے مسلمانوں پر فرض کئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ** کہ تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے فائدہ بخش اور بہتر ہے۔

روزے کسی نہ کسی رنگ میں ہر اُمّت میں پائے جاتے ہیں اور یہ خود روزہ کی افادیت پر ناطق دلیل ہے۔ حضرت مسیح ناصری نے بعض خاص اقسام شر کے مقابلہ کے لئے نماز اور روزہ کو لازمی قرار دیا ہے فرماتے ہیں :۔

"ھٰذا الجنس لا یخرج
بشیءٍ اِلّا بالصّلوٰۃ والصوم"
کہ جنّوں کی یہ قسم بجز نماز اور روزہ
کے دُور نہیں ہوسکتی۔ (مرقس ۹/۲۸)

دوسرے مذاہب میں بھی کسی نہ کسی رنگ میں روزے پائے جاتے ہیں مگر جس طرح اسلام نے نہایت باقاعدگی سے رمضان المبارک کے روزوں کا حکم دیا ہے اور اس کے لئے تفصیلی احکام دیئے ہیں اس طرح اور کسی مذہب میں نہیں ہے۔

رَمَضان کا لفظ رَمَض سے بنا ہے جسکے معنے گرمی کی شدت کے ہیں۔ اس لفظ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ رمضان کے روزوں سے روحانی گرمی پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کی وجہ تسمیہ اور اس کی حکمت کے سلسلہ میں فرمایا ہے:۔

" رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔
رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور
تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے
اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت
اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی
حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہلِ
لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اسلئے
رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے
کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہوسکتی۔
روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق وشوق
اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس
حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم
ہوتے ہیں۔ رمضان دعا کا مہینہ ہے شھر
رمضان الّذی انزل فیہ القرآن
سے ہی ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی
ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویرِ قلب
کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے
مکاشفات ہوتے ہیں۔"

(فتاویٰ احمدیہ ص۱۵۶)

احادیث نبویہ میں بھی رمضان اور روزہ کی خاص فضیلتوں کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

(۱) من صام رمضان ایماناً و
احتساباً غفرلہ ماتقدّم من
ذنبہ ومن قام رمضان ایماناً
واحتساباً غفرلہ ماتقدّم
من ذنبہ۔ (البخاری)

کہ جو شخص ایمان اور محض اللہ کی خاطر رمضان کے دنوں کے روزے رکھے اور رمضان کی راتوں میں عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔

(۲) اتاکم رمضان شھرمبارک
فرض اللہ علیکم صیامہ تفتح
فیہ ابواب السماء وتغلق
فیہ ابواب الجحیم وتغل فیہ

مردة الشياطين لله فيه ليلة
خيرٌ من الف شهر من حرم
خيرها فقد حرم۔ (مسند احمد)

اے لوگو! تم پر رمضان آگیا ہے۔ یہ نہایت بابرکت مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں۔ اس مہینہ میں آسمانی رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی ایک خاص رات ہوتی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہوتی ہے۔ جو شخص اس کی خیر و برکت سے بے نصیب رہ گیا وہ واقعی محروم ہے۔"

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن رمضان المبارک کے متعلق ایک جامع خطبہ دیا اور فرمایا:-

" يا ايها الناس قد أظلكم
شهر عظيم شهر مبارك شهر
فيه ليلة خير من الف شهر
جعل الله صيامه فريضة
وقيام ليله تطوعاً من تقرب
فيه بخصلة من الخير كان
كمن أدّى فريضة فيما سواه
ومن أدّى فريضة فيه كان
كمن أدّى سبعين فريضة فيما
سواه وهو شهر الصبر والصبر
ثوابه الجنة، وشهر المواساة
وشهر يزاد فيه رزق المؤمن،
من فطر فيه صائمًا كان له
مغفرة لذنوبه وعتق رقبته
من النار وكان له مثل اجره
من غير ان ينتقص من اجره
شيء" (البيهقی)

کہ اے لوگو! کل سے تمہارے لئے ایک عظیم الشان مہینے کا آغاز ہو رہا ہے۔ یہ بابرکت مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے سے بھی افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔ اس کی راتوں کا قیام نفلی عبادت ہے۔ جو شخص اس ماہ میں نفلی نیکی کرے گا اس نے گویا باقی مہینوں کے فرض کی مانند نیکی کی ہے۔ اور فرض کی ادائیگی پر تو ستر گنا اجر ملے گا۔ یہ رمضان صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی کا مہینہ ہے اور اس میں مومن کے رزق میں خاص برکت دی جاتی ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائیگا تو اس کے بھی گناہ بخشے جائیں گے اور اسے آگ سے آزادی ملے گی اور روزہ دار کے اجر کو کم کئے بغیر اس کو بھی ویسا ہی اجر ملے گا۔"

غرض آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں رمضان المبارک کی فضیلت عیاں ہے۔ اولیاء اور صلحاءِ اُمّت رمضان کی برکات سے ہمیشہ بہرہ ور ہوتے رہے ہیں۔ ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ رمضان کی ان

برکات سے بہرہ ور ہوں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں خاص طور پر عبادات پر زور دیتے تھے گویا حضورؐ نمایاں طور پر کمر ہمت کس لیتے تھے۔ آپ ہمیشہ ہی سخی تھے کبھی مال آپ کے قبضہ میں نہیں رہتا تھا جب آتا فوراً مستحقین میں تقسیم ہو جاتا تھا مگر رمضان المبارک میں تو آپ کی سخاوت کو ایسی ہوا سے تشبیہہ دی جاتی تھی جو برسنے والے بادلوں کو اٹھاتے آرہی ہو۔

رمضان المبارک روحانی ٹریننگ کا مہینہ ہے۔ بھوکے پیاسے رہنے کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ انسان ہر قسم کے لڑائی جھگڑے سے بھی بکلی مجتنب رہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کو اگر کوئی برا بھلا کہے تو وہ جواب تک نہ دے، صرف اتنا کہنے پر کفایت کرے کہ بھائی میں روزہ دار ہوں۔ ورنہ محض بھوکا پیاسا رہنا اسلام کا مقصد نہیں ہے۔

اصطلاح شریعت میں طلوع فجر صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور تعلقات زوجیت سے اجتناب کا نام روزہ ہے۔ اگر کوئی شخص بھول کر کوئی چیز کھالے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مسواک کرنے، سر پر تیل لگانے یا خوشبو کے استعمال سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں کھانے اور پینے کی چیز کے پیٹ میں جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

پسندیدہ یہی ہے کہ سحری میں تاخیر ہو اور افطاری میں جلدی کی جائے مگر دونوں طرف شریعت کی مقررہ پابندی کا خیال رکھا جائے ہاں وہم کا شکار نہیں ہونا چاہیئے۔ دن بھر پاکیزہ خیالات میں بسر کرنے کے بعد روزہ دار دعاؤں کے ساتھ غروب آفتاب کے وقت روزہ افطار کرے۔ ایک دعا یہ ہے

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

(ابوداؤد) کہ اے اللہ! میں نے تیری خاطر روزہ رکھا اور تیرے رزق سے اب افطار کرتا ہوں۔

بیمار اور مسافر کے لئے قرآن مجید کا یہی ارشاد ہے کہ وہ رمضان کے روزے نہ رکھیں بلکہ اتنے دنوں کے روزے دوسرے دنوں میں رکھ کر گنتی پوری کریں۔ رمضان المبارک میں سفر یا بیماری کے باعث روزہ نہ رکھنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے۔ اور اسی میں برکت اور ثواب ہے۔ عام طور پر لوگوں کے لئے رمضان میں بیماری یا سفر کے باعث روزہ ترک کر کے دوسرے دنوں میں جب باقی سب لوگ بے روزہ ہوتے ہیں روزہ رکھنا شاق ہے مگر خدا کے حکم کی تعمیل ہی اصل نیکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہِ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا۔ بلکہ عام حکم ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مسافر اگر

روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔"

(اخبار بدر ۷ ؍ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

رمضان المبارک کی برکات میں روزہ خود بہت بڑی برکت ہے کیونکہ روزہ دار کی دعائیں بکثرت قبول ہوتی ہیں۔ اس پر رؤیا و کشف کا دروازہ کھلتا ہے۔ اسے مکالمۂ الٰہیہ کا شرف حاصل ہوتا ہے علاوہ روزہ کے ان ایام میں تلاوت قرآن مجید بکثرت ہوتی ہے تراویح میں سارا قرآن مجید سنایا جاتا ہے۔ درس دیئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کے علاوہ صبح و شام تسبیح و تحمید اور ذکر خیر ہوتا رہتا ہے۔ رمضان المبارک کی نمازیں بھی اپنی تاثیرات میں غیر معمولی ہوتی ہیں۔ مومنوں کے قلوب پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اس مہینے کا آخری عشرہ تو گویا روحانیت کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔ اعتکاف کی دس راتیں خاص کیفیت رکھتی ہیں۔ لیلۃ القدر کی رات امتیازی رات ہوتی ہے۔ غرض رمضان المبارک روحانی زندگی کا موسم بہار ہے جب تمام زندہ درخت سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں۔ اور باغِ انسانیت میں مہک پیدا ہو جاتی ہے۔ اے خدا! تو اس سال کے رمضان المبارک کو بھی ہم سب کے لئے مبارک بنا اور اس کے فیوض و برکات سے ہمیں پوری طرح متمتع ہونے کی توفیق بخش۔ اللّٰھم آمین یا ربّ العالمین +

تاریخ اشاعت رسالہ الفرقان ہر انگریزی مہینہ کی پانچ تاریخ کو پوسٹ ہوتا رہیگا انشاء اللہ جنوری فروری کا یہ شمارہ پانچ فروری کو شائع ہو رہا ہے ——— (مینجر)

الاعتکاف اور اس کے چند مسائل

رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں عبادت اور دعاؤں کے لئے **وقف** ہو جانے کی نیت سے خدا کے گھر (مسجد میں) دھونی رما کر بیٹھ جانے کا نام **اعتکاف** ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ **آخری عشرہ** شروع ہونے سے پہلے غروبِ آفتاب سے پیشتر مسجد میں تشریف لے جاتے اور علی الصبح اپنے جائے اعتکاف میں گوشہ گزین ہو جاتے تھے۔ گویا انیسویں رمضان کی شام کو اعتکاف میں جانا اولیٰ ہے۔ جبکہ بیسویں رمضان کی شام تک اعتکاف میں بیٹھنا مسنون قرار دیا گیا ہے۔ **لیلۃ القدر** اس عشرہ کی طاق راتوں میں عموماً ہوتی ہے یعنی ۲۱۔ ۲۳۔ ۲۵۔ ۲۷ اور ۲۹ کو کبھی دوسری راتوں میں بھی ہو سکتی ہے لیلۃ القدر کی اصل پہچان تو دل کے کامل انشراح اور دعا کیلئے پوری کا ثابت سے ہوتی ہے ظاہری علامات میں بادل ہونا یا بارش ہونا بھی مروی ہے معتکف کیلئے روزہ دار ہونا لازمی ہوتا ہے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے "السُّنَّة علی المعتکف ان لا یعود مریضاً و لا یشهد جنازة و لا یمس المرأة و لا یباشرها و لا یخرج لحاجة الا لما لا بد منه و لا اعتکاف الا بصوم و لا اعتکاف الا فی مسجد جامع (ابوداؤد) کہ معتکف کیلئے **مسنون طریق** یہ ہے کہ محض بیمار پرسی کیلئے نہ جائے اور نہ جنازہ پڑھنے کے لئے نکلے۔ عورت کو نہ چھوئے سوائے ناگزیر ضرورت کے مسجد سے باہر نہ جائے۔ اعتکاف کے ساتھ روزہ لازمی ہے اور اعتکاف جامع مسجد میں ہونا چاہیئے۔"

احادیث سے ثابت ہے کہ قضائے حاجت کیلئے جاتے ہوئے چلتے چلتے بیمار کا حال دریافت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر مجبوری سے دوسری مسجد میں معتکف ہوا ہے تو نماز جمعہ کیلئے جامع مسجد میں آ سکتا ہے۔

شوال کا چاند نظر آنے پر اعتکاف ختم ہو جاتا ہے کیونکہ رمضان المبارک بھی ختم ہو جاتا ہے +

نعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے — کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے — اندھیرے گھر کا میرے یہ دیا ہے
خبر لے اے مسیحا دردِ دل کی — ترے بیمار کا دل گھٹ رہا ہے
دلِ آفت زدہ کا دیکھ کر حال — مرا زخمِ جگر بھی ہنس رہا ہے
کسی کو بھی نہیں مذہب کی پرواہ — ہر اک دنیا کا ہی شیدا ہوا ہے
بھنور میں پھنس رہی ہے کشتیٔ دیں — تلاطم بحرِ ہستی میں بپا ہے
سروں پر چھا رہا ہے ابرِ ظلمت — اسی سے جنگ ہے جو ناخدا ہے
خدایا اک نظر اس تفتہ دل پر — کہ یہ بھی تیرے در پر اک گدا ہے
غمِ اسلام میں مَیں جاں بلب ہوں — کلیجہ میرا منہ کو آ رہا ہے
ہمارے حال پر ہنستی ہے گو قوم — ہمیں پر اس پہ رونا آ رہا ہے
مسیحا کو نہیں خوف و خطر کچھ — حمایت پر تُلا اس کی خدا ہے
ہوئے ہیں لوگ دشمن امرِ حق کے — اسی کا نام کیا صدق و صفا ہے
حیاتِ جاوداں ملتی ہے اس سے — کلامِ پاک ہی آبِ بقا ہے
دمِ عیسیٰ سے مُردے جی اٹھے ہیں — جو اندھے تھے انہیں اب سوجھتا ہے
زمین و آسماں ہیں اس پہ شاہد — جہاں میں ہر طرف پھیلی وبا ہے
مرا ہر ذرّہ ہو قربانِ احمدؐ — مرے دل کا یہی اک مدعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے مری جاں — کہ یادِ یار میں بھی اک مزا ہے

مجھے اس بات پر ہے فخر محمودؔ
مرا معشوق محبوبِ خدا ہے

(کلامِ محمود از حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہٖ)

ایک دلچسپ خط

پادری عبد الحق صاحب کے نام دعوتِ مناظرہ

[بہت سے احباب دریافت کرتے ہیں کہ ہم نے رسالہ "مباحثہ مصر" کے ٹائیٹل پیج پر پادری عبد الحق صاحب کو جو دعوتِ مناظرہ دی تھی اس کا کیا ہوا؟ ایسے دوستوں کی آگاہی کے لئے ہم ذیل میں اپنی تازہ آخری چٹھی بجنسہٖ درج کرتے ہیں جو بذریعہ رجسٹری پادری صاحب موصوف کو بھجوائی گئی ہے۔ بظاہر تو پادری صاحب تحقیق کے لئے بالکل آمادہ نہیں ہیں تاہم ان کے جواب آنے پر فیصلہ ہو سکے گا۔ احباب بھی اس بارے میں اپنے مشورہ سے آگاہ فرمائیں!۔

(ابوالعطاء جالندھری)]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم جناب پادری عبد الحق صاحب جینڈی گڑھ (مشرقی پنجاب)! السلام علی من اتبع الھدیٰ

مجھے آپ کی آخری چٹھی مرقومہ ۲ جنوری ۱۹۶۲ء پڑھ کر بہت مایوسی ہوئی۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ آپ صحیح طریق پر **تحقیقِ حق** کے لئے تیار نہیں ہو رہے خاکسار نے اپنے رسالہ **مباحثہ مصر** (جو تین اہم بنیادی مسائل پر مشتمل ہے) کی اشاعت کے ساتھ آپ کے نام **جو کھلی چٹھی** شائع کی تھی اس میں لکھا تھا کہ:۔

"آپ ان دلائل پر غور کریں گے جو اس رسالہ میں مندرج ہیں اور اگر انہیں درست پائیں گے تو انہیں قبول فرمائیں گے اور اگر بائیبل سے ماخوذ یہ دلائل آپ کے خیال میں غلط ہیں تو ان کی **تردید** مہذبانہ طریق پر رسالہ کی **صورت** میں فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ **میرا یقین ہے کہ آپ ان کی ہرگز تردید نہیں کر سکیں گے۔**

نیز اگر آپ علیحدہ طور پر الوہیت مسیح یا حضرت مسیح کی صلیبی موت پر نیا مستقل تحریری مناظرہ کرنا پسند کریں تو ہماری طرف سے اس بارے میں **کھلی دعوت** ہے اور اگر آپ کے حالات اجازت دیں تو ہم **تقریری مناظرہ** کے لئے **ابھی تیار** ہیں مگر مقصد ہر حال میں حق پرستی ہونا لازمی ہے۔"

آپ نے ابھی تک نہ تو اس بات پر **آمادگی** ظاہر کی ہے کہ آپ ہمارے **مباحثہ مصر** کے دلائل کا جواب لکھ کر شائع کریں گے اور نہ ہی آپ اس بات کے لئے تیار ہوئے ہیں کہ خود مستقل طور پر الوہیت مسیح یا حضرت مسیح کی صلیبی موت پر **تحریری مناظرہ** کر لیں۔ پھر آپ نے مکمل تحقیق کے لئے میری چٹھی مورخہ ۲۲/۱۱/۶۱ میں مندرجہ مضامین اور تجاویز کو بھی منظور نہیں کیا۔

سوال تو اسلام اور عیسائیت کے عقائد کی صحت کی تحقیق کا ہے مگر آپ "ایک ذہن" اور "بہت سے ذہنوں" کی بحث میں الجھ رہے ہیں اور شخصی قابلیت کا اظہار ہی

آپ کا مقصود بن رہا ہے۔ حالانکہ فریقین کے لئے مساوی صورت ہے۔ دونوں طرف کے مناظر جس طرح چاہیں پرچے لکھ سکتے ہیں۔

آپ نے آٹھ مضامین پر تحقیقی طور پر اپنے اپنے مقام سے پرچے لکھنے کو "ناقابلِ عمل" ٹھہرایا ہے کیونکہ اس میں آپ کا بہت وقت لگے گا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اول تو اس میں مکمل تحقیق ہو جائے گی، دوسرے یہ صورت آپ کے اپنے مشاغل میں بھی حارج نہیں ہے آپ گھر بیٹھے جواب لکھ سکیں گے۔ اس صورت کو منظور کر لینا چاہیئے تھا۔ لیجئے آپ کے **زیادہ وقت کے خرچ ہو جانے کے عذر کو توڑنے** کے لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ زیادہ نہیں **تو آپ ایک ایک بنیادی مسئلہ پر ہی تحقیقی پرچہ جات لکھنے کے لئے تیار ہو جائیں** ہماری طرف سے آپ کا عقیدہ الوہیتِ مسیح زیر بحث آئے گا آپ ہمارا جونسا عقیدہ چاہیں زیر بحث لا سکتے ہیں۔ اس طرح کم از کم دو بنیادی مسائل پر مفصل اور سیر حاصل بحث ہو سکے گی۔ کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟

"ایک ذہن اور بہت سے ذہنوں" کی الجھن کا حل حلفیہ بیان سے ہو سکتا ہے۔ نیز ہر فریق اپنے معاونین کے نام بھی اپنے پرچہ میں درج کرے گا جیسا کہ ہم متعدد تحریری مطبوعہ مناظرات میں کر چکے ہیں۔ اس طرح کسی سے بے انصافی نہیں ہوتی۔

جناب پادری صاحب! آپ کو خوب معلوم ہے کہ تقسیم ملک کی وجہ سے اب اِدھر اُدھر جانے میں ویزا وغیرہ کی مشکلات ہیں اسلئے آپ ان تحقیقی تحریری مناظرات سے پہلوتہی کر کے محض زبانی اور آمنے سامنے کے مختصر تحریری مناظرہ کے لئے لکھ رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب یہ صورت پیدا ہو جائے گی تو ہمیں یہ بھی منظور ہے۔ جب آپ لاہور آئیں گے تو انشاء اللہ یہ صورت بھی ہو سکے گی یعنی **تقریری و تحریری آمنے سامنے مناظرہ بھی ہو جائے گا** خواہ محدود تعداد میں معززین کی موجودگی میں ہی ہو۔ مگر فی الحال تو تحقیقی اور مفصل مناظرہ کے لئے اپنی اپنی جگہ سے آغاز ہو سکتا ہے۔ آپ اس صورت کو فوراً منظور کر لیں اور اسے شروع ہونے دیں۔ اس سے آپ کو اپنی قابلیت کے پورے اظہار کا بھی موقعہ مل جائے گا اور تحقیق بھی ہو جائیگی۔

ہمیں تو ہندوستان جانے کی بہت مشکل سے اور عرصہ کے بعد اجازت ملتی ہے اور نہایت محدود وقت کے لئے۔ آپ کو پاکستان آنے کی سہولت حاصل ہے آپ جب پاکستان آسکتے ہوں دو ہفتے قبل اطلاع فرماویں ان دنوں لاہور میں زبانی اور مختصر تحریری مناظرہ بھی ہو جائیگا انشاء اللہ۔ اس کے لئے بھی بے شک ابھی سے مضمون مقرر کر لیں ہمیں منظور ہے۔ آپ جس ایک مضمون کو منتخب کرنا چاہیں بخوشی کر لیں ہم بھی ایک مضمون منتخب کر لیں گے۔ ان دو مضامین پر لاہور میں تقریری و تحریری آمنے سامنے بھی مناظرہ ہو جائے گا۔ آپ زیادہ مضامین چاہیں تو وہ بھی منظور ہوں گے۔ مگر اس مناظرہ کا وقت کب آئے گا یہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔ ابھی آپ پنڈی گھر بیٹھے بیٹھے ہی الوہیت مسیح پر ہم سے تحریری مناظرہ شروع کر دیں اور پہلا پرچہ بھیج دیں۔ زیادہ مضامین آپ کے "عذرِ مشغولیت" کے باعث ترک کئے جا سکتے ہیں۔

اگر آپ ان معقول صورتوں میں سے کوئی صورت بھی منظور نہیں کرتے تو پھر کیا آپ میں ہمت ہے کہ مباحثہ مصر کے دلائل کا گھر بیٹھے ہی رد تحریر کر کے شائع کر سکیں؟

اگر یہ بھی نہ ہو تو آپ کو اس بات کے ماننے میں کیا عذر ہے۔ کہ آپ کے پاس ہمارے اٹل دلائل کا کوئی جواب نہیں ہے۔ نیز یہ کہ آپ کو مذہبی تحقیق سے کوئی غرض نہیں ہے بلکہ آپ صرف اپنی مزعومہ منطقی قابلیت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں حالانکہ کتاب میں لکھا ہے:۔

"کوئی اپنے آپ کو فریب نہ دے۔ اگر
کوئی تم میں اپنے آپ کو اس جہان میں حکیم
سمجھے تو بے وقوف بنے تا کہ حکیم ہو جائے
کیونکہ دنیا کی حکمت خدا کے نزدیک
بے وقوفی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ وہ
حکیموں کو انہی کی چالاکی میں پھنسا دیتا ہے"
(۱-کرنتھیوں ۳/۱۸)

میں امید کرتا ہوں کہ آپ خدا ترسی سے کام لیکر تحقیق کی خاطر ہماری پیش کردہ معقول صورتوں کو منظور کریں گے۔

خاکسار
ابو العطاء جالندھری ربوہ
۲۷/۱/۶۲

لاٹ پادری کا اعتراف

تثلیث پرستی کا زوال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت درویشی کے لباس میں ہوئی ہے۔ اپنی اور مسلمانوں کی بے سروسامانی۔ تثلیث پرستوں کے ساز و سامان کو دیکھ کر آپ کے دل میں سخت درد پیدا ہوا۔ آپ نے دردمند دل سے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی کہ:۔

"قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔
اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی
حربہ۔ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک
دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے
کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے
والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس
کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی
کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا"
(تذکرہ صفحہ ۲۹۹)

ابھی اس اعلان پر نصف صدی ہی گذری ہے کہ تثلیث پرستی کے زوال کے آثار نمایاں طور پر نظر آنے لگ گئے ہیں۔ دنیا کے حالات پر نظر رکھنے والے اس امر کو پوری طرح محسوس کر رہے ہیں۔ خود سمجھدار پادری صاحبان بھی اس تنزل کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ ابھی حال میں ہی مشرقی افریقہ کے لاٹ پادری جناب ریورنڈ لیونارڈ بیچر (The Archbishop of East Africa، The Most Rev. Leonard Beecher) نے اپنے بیان مطبوعہ اخبار "ٹانگانیکا سٹینڈرڈ" مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۱ء میں کہا ہے کہ:۔

"دنیا کی آبادی تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔
اگرچہ چرچ کو نئے ممبر اب بھی مل رہے ہیں تاہم دنیا
کی آبادی میں ان کا تناسب برابر گر رہا ہے۔ چرچ
کے لئے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں
ہے کہ عیسائیت بڑی تیزی کے ساتھ
تنزل کی طرف جا رہی ہے"

شذرات

(۱) علماء اور تبلیغِ اسلام

جناب مولانا غلام رسول صاحب مہر لکھتے ہیں :-

"میں اپنے اس احساس کو چھپانا نہیں چاہتا کہ علمائے کرام میں تبلیغ و اشاعت کا کوئی جذبہ نہیں بلکہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ آج تبلیغ کے لئے کون کون سے وسائل ضروری ہیں اور غیر مسلموں میں تبلیغ کی غرض سے ہمیں اپنے اندر کون کون سے اوصاف و خصائل پیدا کرنے چاہئیں۔ درسگاہوں میں کتابیں پڑھائی جاتی ہیں مگر یہ نہیں سکھایا جاتا کہ دین کو دنیا میں پھیلانا ہے۔"

(الاعتصام لاہور ۱۵ / دسمبر ۱۹۶۱ء)

ان حالات میں بھی اگر قوم ان علماء سے اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں توقعات رکھتی ہے تو یہ سادگی کی انتہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جن نظریات کے یہ لوگ قائل ہیں ان کی موجودگی میں غیر مسلموں میں اور بیرونی دنیا میں اشاعتِ اسلام کے لئے ان میں ولولہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

(۲) کیا مسیحیوں کا اتحاد مسلمانوں کے لئے سبق آموز ہو گا؟

روزنامہ نوائے وقت لاہور، راولپنڈی میں "دینی مذاکرہ" کے زیرِ عنوان لکھتا ہے:-

"قاضی نذیر احمد ایڈووکیٹ نے خطبۂ صدارت میں فرمایا کہ عیسائیوں میں اتنا **اصولی اختلاف** ہے کہ ایک فرقہ مسیح کو خدا تصوّر کر کے ان کی عبادت کا قائل ہے اور دوسرا اس نظریے کے خلاف احتجاج کر کے علیحدہ ہو گیا پھر بھی یہ تمام لوگ مسیحیت کی تبلیغ کے لئے آپس میں بالکل متحد ہو گئے ہیں۔ اگر مسلمان اپنے فروعی اختلافات کو ہی ترک کر دیں اور **متحد ہو کر تبلیغ اسلام کا فرض** ادا کریں تو آفتابِ اسلام کے سامنے کسی مذہب کا چراغ روشن نہ رہ سکے گا۔" (نوائے وقت ۹ / جنوری ۱۹۶۲ء)

سوال تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے اتحاد میں روک کیا ہے؟ تبلیغِ اسلام کے لئے مسلمان تب متحد ہوں جب ان میں تبلیغِ اسلام کا جذبہ کارفرما ہو۔ اور یہ جذبہ تو علمائے کرام تک میں ناپید ہے عوام مسلمانوں کا کیا کہنا۔ جونہی باشعور مسلمان متحد ہونے لگیں تا تبلیغِ اسلام کو منظم اور مؤثر رنگ میں جاری کیا جائے فوراً علماء اپنے فتووں اور فروعی اختلافات سے آ دھمکیں گے اور مسلمانوں کا شیرازہ تتر بتر کر دیں گے اسلئے پہلے بیماری کے اصل منبع کا علاج کرنا ضروری ہے۔ اصل موضوع کی تشخیص ہو چکی ہے اب تو اس تشخیص کے مطابق علاج ہونا چاہیئے۔

(۳) علماءِ پاکستان کس مرض کی دوا ہیں؟

مولانا محی الدین احمد قصوری نے صاف گوئی سے کام لے کر سوال کیا ہے کہ :-

"علماء کا وجود اگر پاکستان میں ہے تو وہ کس مرض کی دوا ہے؟ مسیحیت کی روک تھام وہ نہیں کر سکتے۔ لادینی کی وبائے مہلک کا مداوا ان کے پاس نہیں جو اس وقت تمام تعلیم یافتہ طبقہ میں ناسور کی طرح پھیل رہا ہے۔ فتنۂ انکار حدیث جو دینی آزادی کا سب سے مسموم ثمر ہے ان کے بس کا روگ نہیں تو خدا را بتایا جائے کہ علماء کی اس دنیا میں کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟"

(المنیر لائلپور ۱۱ رجنوری ۶۲ء)

بات کہنے کی نہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ موجودہ "علمائے کرام" کے کرنے کے یہ کام ہی نہیں وہ اس کے لئے پیدا ہی نہیں ہوئے۔ خواہ مخواہ دردمند مسلمان علماء کے پیچھے پڑ جاتے ہیں حالانکہ ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

اس آخری زمانہ کے فتنوں کے سدِّباب کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں :-

"انہ سیکون فی اٰخر ھذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر اولھم یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر و یقاتلون اھل الفتن" (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۸۳)

کہ آخری زمانہ میں اُمتِ محمدیہ میں ایک جماعت پیدا ہوگی جنہیں صحابہؓ کا سا ثواب ملیگا وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے اور فتنوں کا مقابلہ کریں گے۔"

اس کے ساتھ ہی اس زمانہ کے علماء کے بارے میں فرمایا ہے من عندھم تخرج الفتنۃ و فیھم تعود۔

(۴) کیا ہر نبی صاحبِ حکومت ہوتا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک اعتراض مخالف علماء کی طرف سے یہ کیا جاتا تھا کہ آپ نے اسلامی حکومت قائم نہیں کی۔ **نبی تو وہ ہوتا ہے جو کسی کی حکومت کے ماتحت نہ ہو۔** واقعات کے رُو سے یہ اعتراض بودا اور غلط تھا۔ اس کا معقول جواب دیا جاتا رہا۔ اب ہفت روزہ المنیر لائل پور کے فاضل مدیر نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ :-

"ہمارے سامنے **انبیاء** اور صلحاء اور شہداء کی طویل ترین فہرست ہے **جنہیں ایک سانس بھی اسلامی حکومت میں لینا نصیب نہیں ہوا۔** مگر کون ہے جو یہ کہنے کی جسارت کرے کہ ان کی نماز کے واجبات صحیح طریقہ پر ادا نہیں ہو سکے تھے!" (المنیر ۱۱ رجنوری ۱۹۶۲ء)

جب پہلے بھی ایسے نبی ہو چکے ہیں جنکی اپنی حکومت نہ تھی بلکہ وہ دوسروں کی حکومت کے تابع ہوتے تھے تو اب اسے منافیٔ نبوت ٹھہرانا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

(۵) علماء کا بزدلانہ مطالبہ

عیسائیوں کی تبلیغ کا عملی جواب دینے کی بجائے

علماء نے حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کر رکھا ہے کہ پاکستان میں عیسائی مشنریوں کو تبلیغِ مسیحیت کی اجازت نہ دی جائے۔ ہم نے اس مطالبہ کی مخالفت کی تھی۔ یہ تو مسلمانوں کی کمزوری کے اعتراف کے مترادف ہے۔

مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں:۔

”یہ جو مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ مسیحیوں کی تبلیغ پر پابندی لگائی جائے یا انہیں کالج قائم کرنے کے لئے زمین نہ دی جائے یا ایسی ہی دوسری چیزیں۔ تو یقیناً مولانا محی الدین احمد نے صحیح کہا کہ اس سے زیادہ بزدلانہ مطالبہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

پھر لکھتے ہیں کہ:۔

”انہوں نے (مسیحی حکومتوں نے) تو کبھی کسی تبلیغی مشن کو اپنے ہاں کام کرنے سے نہیں روکا اور مختلف مشن مختلف ملکوں میں موجود ہیں اگرچہ وہ احمدیوں اور قادیانیوں ہی کے ہوں۔“ (الاعتصام ۱۵ر دسمبر ۶۱ء)

(۶) جملہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں

معراج کے ذکر پر لکھا ہے:۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجدِ حرام سے ہم بیت المقدس تک پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا کیا آپ نے اللہ سے حور عین کی زیارت کا سوال کیا تھا؟ میں نے کہا ہاں حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا تو پھر وہ یہ ہیں ان سے جا کر سلام کہیئے۔ میں ان کے پاس گیا اور سلام کے بعد ان سے دریافت کیا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نیک عمل و کردار قوم کی عورتیں ہیں۔ ان کے پاس سے ابھی میں واپس ہوا ہی تھا کہ لوگ جمع ہو گئے اذان ہوئی تو تمام لوگ صفوں میں جماعت کے لئے تیار ہوئے۔ **امامت** کے لئے حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے آگے کر دیا۔ نماز سے فراغت کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا معلوم ہے آپ کے مقتدی کون تھے؟ میں نے کہا معلوم نہیں۔ فرمایا یہ **تمام انبیاء کرام تھے** علیہم السلام۔“

(الاعتصام ۲۲ر دسمبر سنہ ۱۹۶۱ء)

بیت المقدس میں جب سب نبیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھ لی اور حضرت **مسیح** بھی ان میں تھے تو ان کا **نزول** ہو گیا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ واقعہ **روحانی** ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت خاتم النبیین **امام الانبیاء** ہیں اور یہی معنے درست ہیں ÷

(۷) قادیانیوں کا ”جرم“ اور ان پر ”الزام“

اخبار صدقِ جدید لکھنؤ میں بنگلور کے ایک علم دوست ایڈووکیٹ جناب اے۔ جے خلیل صاحب کی خدماتِ قرآنی کا ذکر ہوا۔ انہوں نے فاضل مدیر صدقِ جدید کے نام ایک خط میں لکھا کہ:۔

”میں نے صدقِ جدید مورخہ ۱۳ر نومبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۳ پر

آپ کا شذرہ پڑھا - واقعی یہ دیکھ کر دکھ
ہوتا ہے کہ جو لوگ احمدی یا قادیانی
نہیں ہیں وہ پیغام الہٰی کی چار دانگ عالم
میں تبلیغ کرنے میں بہت ہی کوتاہ ہیں -
میں کوئی سولہ برس سے اس فرض فراموشی
کا کفارہ ادا کرنے یعنی کلام الہٰی کا ترجمہ
عالمی زبانوں میں کرنے اور اس کی طبع و
اشاعت میں مصروف ہوں لیکن خود میرے
اوپر قادیانیت کا الزام لگا اور
ثبوت میں یہی واقعہ پیش ہوا کہ یہ قرآنی
تبلیغ کرتا رہتا ہے اسلئے کہ یہ کام تو
بس قادیانی ہی کرتے رہتے ہیں "

جناب خلیل صاحب کے خط کے اس اقتباس کو نقل کرنے کے بعد جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر صدق جدید پورے جذبہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"مبارک ہے وہ دین کا خادم
جو تبلیغ و اشاعتِ قرآن کے جرم
میں قادیانی یا احمدی قرار پائے
اور قابلِ رشک ہے وہ احمدی
یا قادیانی جن کا تمغۂ امتیاز ہی
خدمتِ قرآن یا قرآنی ترجموں کی
طبع و اشاعت کو سمجھ لیا جائے"

(صدق جدید ۲۲ دسمبر ۱۹۶۱ء)

بھائیو! احمدی بھلا کیوں نہ خدمتِ قرآن کریں اور کیوں نہ اس کلام پاک کی اشاعت میں دیوانہ وار سرگردان رہیں جبکہ اس سلسلہ کے بانی علیہ السلام نے ان کا نصب العین ہی یہ مقرر فرمایا ہے ؎

لے بے خبر بخدمتِ فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

اگر یہ "جرم" ہے، اگر یہ "الزام" ہے تو خدا کرے کہ سارے مسلمان ہی اس جرم کے مجرم اور اس الزام کے ملزم قرار پائیں ___ آمین

(۸) عربی زبان کا اُمّ الالسنہ ہونا اور بانی سلسلہ احمدیہ

صدق جدید میں حسب ذیل سوال شائع ہوا تھا کہ :-

"جب قرآن سارے جہان کے لئے ہے
تو صرف عربی میں کیوں ہے؟ عہد نبوی میں
بہت سی ترقی یافتہ زبانیں تھیں؟"

اس سوال کے متعلق بھارتی سفارت خانہ بلجیم کے رکن جناب مالک رام صاحب ایم۔اے نے فاضل مدیر صدق جدید کو لکھا ہے کہ:-

"آپ کو ضرور معلوم ہوگا کہ بانی احمدیت مرزا غلام احمد قادیانی مرحوم نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ عربی امّ الالسنہ ہے اور خاص اس موضوع پر انہوں نے ایک کتاب بھی منن الرحمٰن لکھی تھی۔ اگر کسی اور نے ان سے پہلے یہ نظریہ پیش کیا ہے تو یہ میرے علم میں نہیں۔ قرآن کا دعویٰ ہے کہ خدا نے ہر ایک نبی پر وحی اس قوم کی زبان میں نازل کی جس کی طرف وہ مبعوث کئے گئے تھے (بِلِسَانِ قَوْمِهٖ)۔ چونکہ شارع اسلام علیہ الصلوٰة والسلام ساری دنیا کی طرف

مبعوث ہوئے تھے (کافۃ للنّاس)
اسلئے اصولاً ان کی وحی (قرآن) بھی دنیا
کی تمام زبانوں میں ہونا چاہیئے تھی لیکن
بالبداہت عملاً یہ ممکن نہیں تھا کہ قرآن
ساری دنیا کی زبانوں میں نازل ہوتا لہذا
اس کے لئے وہ زبان اختیار کی گئی جو ان
تمام زبانوں کی اساس اور اُم تھی۔ یعنی
عربی۔ گویا قرآن کی زبان عربی ہونا ثبوت
ہے اس بات کا کہ عربی اُمّ الالسنہ ہے۔"

اِس بیان پر فاضل مدیر صدق جدید نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"منن الرحمٰن خود دیکھنے کا کبھی اتفاق
نہیں ہوا مگر اس کی **شہرت** اپنے لڑکپن
ہی کان میں پڑ چکی ہے۔ اُمّ الالسنہ کے
عنوان سے غالباً خواجہ کمال الدین نے
بھی کوئی کتاب لکھی ہے اور مولانا سلیمان اشرف
کی المبین میں بھی کچھ ذکر اس کا موجود ہے۔"

(صدق جدید ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۱ء)

الفرقان۔ ہم نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی تصنیف منن الرحمٰن جناب مدیر صدق جدید کے نام بذریعہ رجسٹری بھجوادی ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ عربی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے کا نظریہ سب سے پہلے پورے یقین اور وثوق سے صرف حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے پیش فرمایا ہے۔ ۱۹۳۳ء، ۱۹۳۴ء کی بات ہے کہ میں مصر میں تھا۔ جناب ڈاکٹر زکی مبارک صاحب مرحوم سے قاہرہ میں ایک گفتگو میں عربی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے کا ذکر آیا تو انہوں نے فرمایا کہ مستشرقین اِس نظریہ سے اتفاق نہیں کرتے اور ہم عرب بھی اس پر زور نہیں دے سکتے۔ جب مَیں نے بتایا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے پورے زور سے اور مدلّل رنگ میں یہ نظریہ پیش کیا ہے تو اُن کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے تو یہی ایک بات ان کو نبی ثابت کر سکتی ہے۔

درحقیقت عربی زبان کا اُمّ الالسنہ ہونا نہایت ہی اہم اور فضیلتِ اسلام پر دلالت کرنے والا زبردست حربہ ہے۔ سلسلہ احمدیہ میں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے بعد آجکل جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر اس بارے میں ریسرچ کر رہے ہیں اور ان کے متعدد مقالے الفرقان میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ باقی اہلِ علم بھی اس طرف توجہ کریں تو عین مناسب ہے۔

(۹) منصف مزاج غیر مبایعین سے ایک سوال

جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے خلاف جو گندہ لٹریچر نام نہاد حقیقت پسند پارٹی کی طرف سے شائع ہوتا ہے ہر شریف آدمی اسے ناپسند کرتا ہے۔ اسی لئے غیر مبایعین ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہ ہمارا اس لٹریچر کی اشاعت میں ہاتھ نہیں ہے۔ شیخ غلام محمد آف احمدیہ بلڈنگس نے اپنے مطبوعہ مکتوب بنام جناب مولوی صدر الدین صاحب امیر غیر مبایعین مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۱ء میں شائع کیا ہے کہ:۔

"مجھے تعجب اور صدمہ ہوا کہ پمفلٹ اور حوالدس
ہزار کی تعداد میں حقیقت پسند پارٹی کرشن نگر کی طرف سے
چند قابلِ غور حقائق' احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
کے اخراجات پر شائع کیا گیا۔ مجھے اس پرلے درجہ کی
بزدلی پر سخت افسوس ہوا۔"

ہم خدا ترس غیر مبایعین سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ کیا رویہ ہے؟ کیا حق پرست جماعتوں کا یہی وطیرہ ہوا کرتا ہے؟

خلافتِ راشدہ اور اس کا آغاز

۲۷ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو جماعت احمدیہ کے مرکزی سالانہ جلسہ ربوہ میں خاکسار نے مندرجہ بالا عنوان پر پینتالیس منٹ میں جو تقریر کی تھی وہ احباب کے فائدہ کے لئے درج ذیل ہے۔ (ابو العطاء جالندھری)

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم
وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم
فی الارض کما استخلف الذین
من قبلھم ولیمکّننّ لھم
دینھم الذی ارتضٰی لھم
ولیبدّلنّھم من بعد خوفھم
امنًا یعبدوننی لا یشرکون
بی شیئًا ومن کفر بعد ذٰلک
فاولٰئک ھم الفٰسقون ○
(سورۂ نور)

حضرات! تیرہ سو برس گزرے جب خدا کے پاکباز پیغمبرؐ نے اُمّتِ مسلمہ کو خدا تعالیٰ کا یہ پیغام سُنایا کہ اے اسلام کو قبول کرنے والے لوگو! خدا کا تم سے یہ وعدہ ہے کہ وہ تمہارے درمیان نیک اور پارسا لوگوں کو اپنی ایک عظیم الشان امانت سپرد کرے گا، وہ امانت خلافت کی امانت ہے۔ اس امانت کو اُن ہاتھوں میں سونپا جائے گا، اُن دلوں پر وہ نعمت نازل ہوگی جو ایمان سے لبریز اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُمّتِ مسلمہ کو یہ پیغام دیا کہ خدا کا یہ انعام اور اس کا یہ فضل تمہارے شاملِ حال رہے گا۔ آپ کے ذریعے خدا کے رب العالمین نے اعلان فرمایا کہ اسلام وہ چمن نہیں ہے کہ جس کے ایک باغبان کے جانے کے بعد وہ خزاں رسیدہ ہو جائے بلکہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے گا اور اس کے مقدس پیغمبرؐ کو اللہ تعالیٰ نے دائمی حیات بخشی ہے، اسے خاتم النبیین قرار دیا ہے اسلئے اس کے ذریعہ قائم کردہ باغ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے گا اور خلفاء اس باغ کی آبیاری کریں گے۔

خلافت نبوّت کا تتمہ ہے۔ خلافت راشدہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ رشد و ہدایت جو نبی لے کر آتا ہے اس کو پھیلانا اور دُور دُور پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کچھ برگزیدہ لوگوں کو منتخب فرماتا ہے اور اُن کی قوتِ قدسیہ کے ذریعہ ایسے حالات کے باوجود جب دنیا میں مایوسی اور دنیا میں ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ایسے سامان فرماتا ہے کہ پھر دین ایک تازہ، سرسبز اور نہایت ہی درخشندہ وجود کی صورت میں دنیا کے سامنے آتا ہے۔

حضرات! تیرہ سَو برس گزرے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کو قائم کیا۔ میں خلافت راشدہ کے مفصل موضوع کے متعلق لمبی تقریر نہیں کروں گا میں نے صرف اس کے آغاز کے متعلق چند باتیں کہنی ہیں۔

مسلمانوں کے دو عظیم فرقوں میں چودہ سَو برس سے اس بارے میں اختلاف چلا آیا ہے کہ خلافتِ راشدہ کا کون مصداق ہے اور خلفاء راشدین میں کون کون سے وجود شامل ہیں۔ یہ مسئلہ امتِ مسلمہ کے لئے ایک نہایت اہم اور نہایت بنیادی مسئلہ ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آج مسلمانوں میں اس مسئلہ میں اتفاق ہو جائے تو ساری امتِ مسلمہ کی وحدت ایک چٹان اور ایک مضبوط دیوار کی طرح ہو جاتی ہے اور اگر مسلمان اس مسئلہ کو سمجھ لیں تو یقیناً وہ دنیا کی تمام طاقتوں پر خدا کے فضل کے ساتھ غالب آ سکتے ہیں۔ مگر چونکہ دلوں میں شقاق ہے، دلوں میں اتحاد اور وحدت نہیں ہے اسلئے کچھ کمزوری اور تفرقہ نظر آتا ہے۔

چودہ سَو برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلئے مبعوث فرمایا۔ آپ حَکَم عدل ہیں۔ مخالفینِ اسلام کے اعتراضات کا جواب دینا آپ کی ذمہ داری ہے آپ نے وہ دیئے۔ دشمنانِ اسلام کے اعتراضات کا آپنے رد کیا۔ اسلام کی خوبیوں اور اس کے فضائل کو دنیا میں واضح طور پر پیش فرمایا۔ ایسے رنگ میں کہ دشمنانِ اسلام لاجواب اور بے بس ہو گئے اور اسلام پر حملہ کرنے کی اُن میں کوئی قوت اور طاقت باقی نہ رہی۔

اور پھر آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسی جماعت قائم کر دی جو اپنے اندر ایک یقین، عزم اور وثوق رکھتی ہے۔ اور ہر قربانی کے لئے میدان میں آگے بڑھتی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ اس کے ذریعہ سے پھر اسلام کی شوکت، اسلام کی عزت، اسلام کا غلبہ ساری دنیا پر چھا جائیگا۔ یہ وقت ضرور آئیگا مگر ابھی اس کا ایک بیج ہے اس کی ایک کونپل نظر آتی ہے۔ وہ وقت عنقریب آنے والا ہے جبکہ یہ پودا ساری دنیا پر چھا جائیگا لیکن ابھی مسلمانوں میں کمزوری ہے مسلمانوں کی کمزوری کے موجبات میں سے ایک سبب مسئلہ خلافت میں غلط فہمی ہے۔ حَکَم و عَدل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر اس کا فیصلہ فرما دیا ہے اور اسی فیصلے کو میں نے اس وقت چند منٹ کے اندر ذکر کرنا ہے۔

سِرّ الخلافہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت سے فیصلہ فرمایا ہے۔ مسئلہ خلافت راشدہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو عظیم فرقوں کے درمیان جو فیصلہ فرمایا وہ حضور کے الفاظ میں یوں ہے:-

"اظهر عليّ ربّي انّ الصدّيق والفاروق وعثمان كانوا من اهل الصلاح والايمان وكانوا من الذين آثرهم الله وخصوا بمواهب الرحمٰن کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ امر ظاہر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت فاروق عمر خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ سب اہل صلاح اور اہل ایمان تھے اور یہ وہ لوگ تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے حضور میں برگزیدہ فرمایا اور اپنے مواہب سے انہیں امتیاز بخشا۔"

اور پھر اسی کتاب سرّ الخلافہ میں حضور نے فرمایا:-

"والحقّ انّ الحقّ كان مع المرتضى و من قاتله في وقته بغى وطغى ولكن خلافته ما كان مصداق الامن المبشر به من الرحمٰن بل اوذي المرتضى من الاقران

....وکان فی کلّ یوم جدید نزاع قوم جدید وکثرت فتن الزمن وطارت طیور الامن وکانت المفاسد هائجة والفتن مائجة حتّٰی قتل الحسین سیّد المظلومین۔

یعنی چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ حق یہ ہے کہ حق سچائی [illegible] امام مرتضیٰ کے ساتھ تھی۔ جب وہ اپنے وقت پر چوتھے خلیفہ ہوئے تو اُن سے جس نے انکے وقت میں جنگ کی اس نے بغاوت کی اور سرکشی کی لیکن وہ وعدہ جو آیتِ استخلاف میں امن کے قیام کا ہے وہ موعود وعدہ اس وقت میں پورا نہیں ہو سکا بلکہ حضرت امام مرتضیٰ کو اپنے ساتھ کے دشمنوں کی طرف سے اور دوسرے ساتھیوں کی طرف سے سخت اذیت پہنچائی گئی۔ حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہر نئے دن میں نیا جھگڑا پیدا ہو جاتا تھا۔ اس زمانہ میں فتنے بڑی کثرت سے پیدا ہوئے اور امن جاتا رہا۔ مفاسد کی انتہا ہو گئی اور فتنوں نے جوش مارا۔ یہاں تک کہ حضرت امام حسین رضؓ جو سیّد المظلومین ہیں شہید کر دیئے گئے۔" (سرّالخلافہ)

حضرت امام حَکَم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ کے موضوع میں اہل سنّت والجماعت کا موقف درست اور حق ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں خلیفہ راشد ہیں اور ان کی خلافت پر ایمان لانا ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"وانّہ کان نسخۃً اجمالیۃً من کتاب النّبوّۃ وکان امام ارباب الفضل و الفتوۃ ومن بقیۃ طین النبیّین۔

کہ حضرت ابوبکرؓ کو تم کیا سمجھتے ہو وہ تو نبوّت کا ایک نسخہ اجمالی ہے۔ ورقِ ثانی ہے نبوّت کا۔ یعنی خلافتِ صدیقی تتمّہ ہے نبوّت کا۔ وہ تمام اربابِ فضل اور اربابِ شجاعت کا امام ہے۔ وہ نبیوں کے خمیر کا بقیہ ہے۔" (سرّالخلافہ)

پھر فرمایا:۔

"ومن عاداہ فبینہ وبین الحق بابٌ مسدودٌ لا ینفتح ابداً الّا بعد رجوعہ الی سیّد الصدّیقین۔

کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتا ہے اُن سے دشمنی رکھتا ہے۔ وہ اپنے اُوپر حق کا دروازہ خود بند کرتا ہے جبتک وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کرتا وہ رحمتِ الٰہی کا دروازہ اپنے اُوپر کھول نہیں سکتا۔" (سرّالخلافہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

"ولا شکّ انّہ فخر الاسلام والمرسلین۔

کہ یہ بات یقینی اور قطعی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے لئے باعثِ فخر ہیں اور نبیوں اور رسولوں کیلئے بھی باعثِ فخر ہیں۔" (کتاب سرّ الخلافہ)

حضرات! خلافتِ راشدہ کا وہ حصہ یعنی اس کا آغاز جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ آج سے چودہ سَو سال

پہلے سے تعلق رکھتا ہے۔ آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تمہارے درمیان خلفاء مقرر کروں گا۔ خلیفہ بنانا میرا کام ہو گا۔ کوئی سازش کوئی منصوبہ، کوئی انسانی تدبیر اس جگہ کارگر نہیں ہو گی جس کو میں چاہوں گا خلیفہ بناؤں گا اور جس کو میں چاہوں گا منتخب کروں گا اور جسے میں چاہوں گا اُسے میں اپنی تائید و نصرت سے نوازوں گا وہی خلافت کے فرائض کو سرانجام دے سکیگا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف کے اندر **چار علامتیں** مقرر فرمائی ہیں۔ ان خلفاء کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے جاتے ہیں۔

خلافت اور نبوت میں ایک فرق ہے۔ نبی براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب ہوتا ہے۔ جب دنیا پر مفاسد چھا جاتے ہیں خدا تعالیٰ ایک برگزیدہ انسان کے دل پر نازل ہوتا ہے اور اُسے کہتا ہے کھڑے ہو جاؤ اور جا کر میری طرف دعوت دو۔ تم میری طرف سے مامور کئے گئے ہو۔ دنیا کے سارے لوگ اس کے مخالف ہوتے ہیں مگر وہ خدا کی تائید اور اس کی نصرت سے کھڑا ہوتا ہے اور دلوں میں، یہاں اور وہاں، القاء ہوتا ہے اور لوگ اس شمع ہدایت کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہوتے ہیں۔ لوگ انہیں ذبح بھی کرتے ہیں، مارتے بھی ہیں، پتھراؤ بھی کرتے ہیں، اذیتیں پہنچاتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں مگر وہ الہٰی طور پر اس شمع نبوت کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ اس نبی کے صحابہ ہوتے ہیں۔

نبوت کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست ہوتا ہے لیکن جب ایک جماعت قائم ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو اس نبی کی آغوش شفقت میں تربیت دیدیتا ہے اور وہ لوگ نبی کے فیض سے فیض یافتہ ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ اپنی **دوسری قدرت یعنی خلافت** کے ذریعہ سے اپنی طاقتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا طریق یہ ہے کہ خلافت کا انتخاب اگرچہ آسمانی ہے خدائی انتخاب ہے اور خدا ہی جس کو چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے۔ مگر اس نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ مومن اپنے مشورے اپنی رائے اور اپنے انتخاب سے اپنے میں سے پارسا ترین اور ارفع انسان کو منتخب کریں گے اسلئے اس فرق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں خاص طور پر **چند علامات** بیان فرمائی ہیں۔

اگر وہ علامات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پائی جائیں تو کوئی شخص حق نہیں رکھتا جو قرآن مجید کو ماننے والا ہے کہ وہ خلافت صدیقی کا انکار کرے اور آپ کو اور آپ کے تینوں ساتھیوں کو خلفائے راشدین کے زمرہ سے خارج کرے۔

یہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کی تائید میں بیان کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ میں حَکَم عدل نازل ہوئے ہیں۔

قرآن مجید میں سورۃ انفال اور سورۃ توبہ میں اس موضوع کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ نے نہایت زبردست طریق پر اور نہایت ہی غالبانہ انداز میں اس موضوع پر ان آیات کی تفسیر بیان کی ہے اور بیان کیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سورتوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت کو اور آپ کی خلافت کو بیان فرمایا ہے۔ میں صرف ایک آیت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

اِلَّا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ
اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین

اِذ ھُما فی الغارِ اذ یقول لصاحبہٖ
لاتحزن اِنّ اللّٰہ معنا فانزل اللّٰہ
سکینتہٗ علیہ واَیّدہٗ بجُنُودٍ
لم تروھا وجعل کلمۃ الّذین
کفروا السُّفلیٰ وکلمۃُ اللّٰہِ ھیَ
العُلیا واللّٰہ عزیزٌ حکیم ٥ (توبہ ع)

یہ مدنی آیت ہے جنگیں شروع ہیں۔ دشمنانِ اسلام سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کو اب مٹا دیں گے۔ احزاب جمع ہو رہے ہیں، لشکر اکٹھے ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی تباہی کے منصوبے کئے جا رہے ہیں۔ خداوند ذوالجلال فرماتا ہے اِلَّا تنصروہ کہ اگر آج تم اس پیغمبر کی نصرت کے لئے کھڑے نہ ہوگے یعنی تمہیں کھڑا ہونا چاہیئے لیکن اگر تم کھڑے نہ ہوگے تو یہ گمان مت کرو کہ یہ دین مٹ جائیگا اور یہ نبی ناکام ہوگا۔ ہرگز ممکن نہیں۔ کیوں؟ فقد نصرہ اللّٰہ اللہ اس پیغمبر کی نصرت کر چکا ہے ایسے وقت میں جب یہ سامان موجود نہ تھے، تم بھی اس نبی پر ایمان لانے والے موجود نہ تھے۔ اذ اخرجہ الّذین کفروا جبکہ مکہ کے کافروں نے پیغمبرؐ کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا کتنی جماعت اس کے ساتھ تھی؟ ثانی اثنین دو۲ میں سے ایک پیغمبر تھا یعنی صرف ایک ساتھی اس کے ساتھ تھا۔ اِذ ھُما فی الغار ان کا کوئی محل نہ تھا، کوئی بڑا ٹھکانہ نہ تھا، کوئی بڑی جاگیر نہ تھی، کوئی مکان اور مرکز نہ تھا۔ اِذ ھُما فی الغار۔ مکے سے باہر مدینہ پہنچنے سے پہلے ایک غار کے اندر صرف دو۲ وجود تھے۔

اِن نامساعد حالات میں جبکہ یہ دشمنانِ اسلام سمجھتے تھے کہ ہم اسلام پر غالب آجائیں گے اللہ فرماتا ہے اِذ یقول لصاحبہٖ اے مسلمانو! اسلام کے نام لیوا لوگو! اُس گھڑی کو تو یاد کرو جب خدا کے پیغمبرؐ نے اپنے صاحب سے کہا تھا وہ صاحب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یاد کرو جب کہ خدا کے رسولؐ نے اپنے صاحب ابوبکرؓ سے کہا تھا جو صاحب الغار تھے۔ کیا فرمایا تھا؟ فرمایا لاتحزن اِنّ اللّٰہ معنا۔ اے ابوبکر غم نہ کریں، فکر نہ کریں، آپ مقامِ نبوت پر نہیں ہیں مگر انتہائی قربانی آپ نے میرے ساتھ دکھائی ہے انّ اللّٰہ معنا اب اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ مجھے بھی اس کی معیت حاصل ہے اور تجھے بھی اس کی معیت حاصل ہے۔

حضرات! جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسرائیل کو لے کر فرعون سے نجات دینے کے لئے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ اِنّا لمدرکون ہم تو اب پکڑے گئے پیچھے فرعونی لشکر آرہے ہیں۔ آگے سمندر ہے۔ انّا لمدرکون ہمارے بچنے کا کوئی سامان نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کیا جواب دیا؟ فرمایا کلّا اِنّ معی ربّی سیھدین ہم پکڑے نہیں جائیں گے۔ میرے ساتھ خدا ہے وہ مجھے کامیابی کا راستہ دکھائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اکیلے ہیں، کوئی جمعیت نہیں ہے، خدا کا ایک رسول آپ کے ساتھ ہے۔ وہ اس امانت کی حفاظت کی خاطر غمگین ہوتے ہیں، افسردہ ہوتے ہیں مگر خدا کا پیغمبر کہتا لاتحزن اے ابوبکر غم نہ کر اِنّ اللّٰہ معنا میرا خدا میرے ساتھ بھی ہے اور تیرے ساتھ بھی ہے۔ میرے لئے بھی خدا کی معیت ثابت ہوگی اور تیرے لئے بھی خدا کی معیت ثابت ہوگی۔ اللہ فرماتا ہے وانزل اللّٰہ سکینتہ علیہ خداوند تعالیٰ نے

اس پیغام کے بعد، اس دعا کے بعد اپنی تسلّی، اپنی سکینت اس پر نازل کی وایّدہ بجنودٍ لم تروھا اور خدا نے اپنے پیغمبر کی اُن لشکروں کے ساتھ تائید و نصرت فرمائی جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ خدا کے سامان، خدا کے لشکر بے انتہا تھے۔ مگر وہ غیر مرئی، نظر نہ آنے والے تھے۔ فرمایا نتیجہ کیا ہوا؟ وجعل کلمۃ الّذین کفروا السّفلٰی کافروں کی جو تدبیر اور اُن کا جو منصوبہ تھا، ناکام و نامراد ہو گیا وکلمۃ اللہ ھی العُلیا خدا کی بات ہی غالب رہی اور خدا کی پیشگوئی سچی ثابت ہوئی۔ واللہ عزیزٌ حکیم اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مسلمان مفسّرین کا اتفاق ہے خواہ اہل سنّت والجماعت میں سے ہوں خواہ شیعہ صاحبان میں سے ہوں۔ تمام متفق ہیں کہ اس آیت میں ثانی اثنین میں حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ وہی صاحب الغار ہیں، انہیں سے خدا کے پیغمبرؐ نے فرمایا تھا لاتحزن انّ اللہ معنا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ کے رسولؐ کے لئے انتہائی قربانی حضرت صدیق اعظم نے کی ہے اور جس طرح اپنی جان اور اپنا مال، اپنی عزّت، اپنا وطن، اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے آیا مکّہ سے مدینہ جانے کے بعد اُن حالات میں خدا کا پیغمبرؐ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا خبر دیتا ہے اور کیا اطلاع دیتا ہے مَیں اس سلسلہ میں آپ کے سامنے ایک حوالہ پیش کرتا ہوں شیعہ صاحبان کی تفسیر صافی ہے اس کے صفحہ ۳۲۲ پر لکھا ہے:۔

فقال (لحفصۃ) انّ ابا بکر
یلی الخلافۃ بعدی ثمّ بعدہ
ابوك فقالت من انباك ھذا
قال نبأنی العلیم الخبیر"

کہ رسول پاک علیہ السّلام نے حضرت حفصہؓ سے کہا میرے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ ہوں گے، اے حفصہ اُس کے بعد تیرے باپ خلیفہ ہوں گے۔ روایت میں لکھا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اے رسول خدا! آپ کو یہ اطلاع کس نے دی ہے اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ مجھ کو علیم و خبیر خدا نے اطلاع دی ہے"

دیکھو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کس بے سروسامانی کی حالت میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکّہ سے ہجرت کر کے غارِ ثور میں آتے ہیں اور خدا کا پیغمبر انہیں غار میں اطلاع دیتا ہے لاتحزن اِنّ اللہ معنا آپ غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے مَیں بھی محفوظ و مصئون رہوں گا اور دشمن میرے قتل پر بھی قادر نہ ہوں گے اور تو بھی محفوظ رہے گا اور دشمن تیرے قتل پر بھی قادر نہیں ہوں گے۔

تاریخ اسلام پر غور کریں جس قدر مصائب اور مشکلات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش آئے وہ پھر جو مصائب اور مشکلات حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیش آئے وہ اپنی اپنی جگہ پر بے مثال ہیں، بے انتہا ہیں۔ ان مصائب اور مشکلات کے باوجود خدا کا وعدہ کس قدر روشن اور درخشندہ صورت میں پورا ہوا ہے خدا نے فرمایا تھا واللہ یعصمك من النّاس اے پیغمبر! اللہ تجھے لوگوں کی ہلاکت آفرینیوں سے بچائے گا، تجھے محفوظ رکھیگا، تو ہلاک اور قتل نہیں کیا جائے گا۔ حضور علیہ السلام بچائے گئے۔

اسلامی سلطنت کے لئے آپؐ کی وفات کے بعد شدید خطرہ درپیش تھا، اتنا خطرہ درپیش تھا کہ مسلمان سیاست دان اور مدبر کہتے تھے کہ ان حالات میں کچھ نرمی کرنی چاہیئے۔ مگر وہ وجود جسے اللہ تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان اور اولوا العزم بنایا تھا جو فی الواقع محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین تھا، جس کی حرکت، جس کا سکون، جس کا قول اور فعل عکس نبوی تھا اس نے کہا ہرگز ممکن نہیں ہے۔ جو کام میرے پیغمبرؐ نے کیا ہے میں اس کا خلیفہ اور جانشین ہوں میں اس کے نقش قدم پر چلونگا میں وہی کام کروں گا۔ سرمُو انحراف نہیں کر سکتا۔ تردائیں نہ بائیں۔

مگر ان تمام حالات کے باوجود وہ بات جو غار ثور میں کہی گئی لا تحزن ان اللّٰہ معنا اے ابوبکر غم نہ کر اللہ میرے اور تیرے ساتھ ہے وہ کس طرح پوری ہوئی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالےٰ نے کس طرح محفوظ رکھا۔

خلافتِ راشدہ کے پہلے دَور کے چاروں خلفاء برحق ہیں۔ اسلامی سلطنت قائم شدہ سلطنت ہے لیکن اس کے استحکام کے باوجود خلیفہ دوم شہید ہوتے ہیں، خلیفہ سوم شہید ہوتے ہیں، خلیفہ چہارم شہید ہو جاتے ہیں مگر خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے فرما دیا تھا لا تحزن اِنّ اللّٰہ معنا کہ مجھے اور تجھے ایک خاص قسم کی معیّتِ الٰہی حاصل ہے۔ معیّت تو اللہ کی مومنوں کے ساتھ بھی ہے سارے خلفاء کے ساتھ ہے مگر وہ معیّت جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو امتیازی طور پر حاصل تھی کہ آپ کو دشمن قتل نہیں کر سکتے تھے خدا کے کلام اِنّ اللّٰہ معنا میں کہا گیا تھا کہ اس معیّت میں صرف ایک وجود شریک ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ۔ اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وجود ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے آپ سے کہا اور خدا کی وحی میں یہ الفاظ لکھے گئے اِنّ اللّٰہ معنا۔ کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے، ابوبکر کے ساتھ بھی ہے اور حضرت رسول پاکؐ کے ساتھ بھی ہے۔ اسلئے تمام تا مساعد حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قتل سے، دشمنوں کے ہاتھ سے مارے جانے سے بچایا اور محفوظ رکھا۔ یہ ایک عظیم الشان دلیل ہے اُن لوگوں کے لئے جو خدا کی انگلی پر نظر رکھتے ہیں، خدا کے فعل پر نظر رکھتے ہیں۔ اس کے کلام کو اس کے کام سے پہچانتے ہیں۔ قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور تاریخی واقعات خدا کا کام ہیں۔ خدا کے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

حضرات! یہ خلافت بڑی امانت ہے۔ اس میں انبیاء کا سا کام کرنا ہوتا ہے۔ اُسی طرح کی روحانیت کی ضرورت ہے۔ اُسی طرز کے حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اُسی طرز کی مخالفتیں ہوتی ہیں اور تب اسی طرح خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے۔

اہل سنّت والجماعت اور شیعہ صاحبان میں مسئلہ خلافت میں یہ اختلاف ہے شیعہ صاحبان کہتے ہیں کہ نص ہونی چاہیئے، امام مقرر ہونا چاہیئے۔ اگر امام کا تقرر ضروری ہے تب بھی دیکھو کہ جو آیت میں نے ابھی آپ کے سامنے سُنائی ہے تفسیر صافی صنہ۴۲ کے حوالہ سے یعنی نبّأنی العلیم الخبیر والی آیت۔ اس کے متعلق پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا کہ مجھ کو خدا نے بتایا ہے کہ ابوبکرؓ میرے بعد پہلے خلیفہ ہوں گے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

دوسرے خلیفہ ہوں گے۔ پھر اس کے بعد کیا سوال رہ جاتا ہے؟ صحیح اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ خلافت کا مسئلہ اسلام میں مشورہ سے ہوتا ہے۔ اولین مسلمانوں نے رسول پاک علیہ السلام کے وقت میں آپ کی وفات کے بعد مشورہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمایا۔ یہ بات ایک شیعہ حوالہ سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں :-

"قال عليّ والزبير ما غضبنا إلّا
في المشورة وانا لنرى ابابكر
احقّ الناس بها انه لصاحب
الغار ولقد نعلم سننه ولقد
امره رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان يصلي بالناس وهو
حيّ - (شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید جزء ۱ ص ۴۵)

یعنی حضرت علی اور حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے جو فیصلہ کیا ہے مشورہ سے کیا ہے۔ ہماری نظروں میں حضرت ابوبکرؓ سب سے زیادہ حقدار تھے خلافت کے۔ کیوں؟ وہی دلیل سورۃ توبہ والی ہے۔ انہ لصاحب الغار۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق آنحضرتؐ کے یار غار ہیں۔ غار کے ساتھی ہیں۔ اور غار ثور میں اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کی زبان پر آپ سے فرمایا لا تحزن ان الله معنا۔ اور پھر حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابوبکرؓ کے طور طریقوں کا علم ہے یعنی ہمیں معلوم ہے کہ انہوں نے جو قربانیاں کیں، اسلام کیلئے جس فدائیت کا اظہار کیا وہ اپنی جگہ پر بے نظیر اور بے مثال ہے۔ جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ تھے آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو مقرر کیا کہ وہ نماز پڑھائیں، لوگوں کی امامت کریں۔"

پھر اور دیکھئے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہؓ کو ایک خط لکھتے ہیں اور اس خط میں کہتے ہیں کہ اے معاویہ! تیرے ذمے ہے کہ تو میری بیعت کرے۔ یہ خط شیعوں کی مسلّمہ کتاب نہج البلاغہ میں شائع شدہ خط ہے۔ فرماتے ہیں :-

"اما بعد فان بيعتي يا معاوية
لزمتك وانت بالشام فانه
بايعني القوم الذين بايعوا ابابكر
وعمر وعثمان على ما بايعوهم
عليه فلم يبق للشاهد ان
يختار ولا للغائب ان يرد انما
الشورى للمهاجرين والانصار
فان اجتمعوا على رجل وسموه
اماما كان ذلك لله رضىً فان خرج
منهم خارج بطعن او بدعة ردّوه
الى ما خرج منه فان ابى قاتلوه
على اتباعه غير سبيل المؤمنين"

(نہج البلاغہ مشہدی ص ۱۸۹)

کہ اے معاویہ! تیرے لئے ضروری ہے کہ تو میری بیعت کرے۔ تو شام میں رہتے ہوئے بھی میری بیعت کرے، کیوں؟ کیونکہ میری بیعت وہ لوگ کر چکے ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی، جنہوں نے عمرؓ کی بیعت کی تھی، جنہوں نے عثمانؓ کی بیعت کی تھی۔ اور انہی شرائط پر انہوں نے میری بیعت کر لی ہے جن شرائط پر ان تین خلفاء کی کی تھی۔ اب جو لوگ موجود ہیں ان کو یہ موقعہ نہیں کہ وہ اپنی اپنی رائے چلائیں۔ اب ان کو پابند ہونا پڑے گا۔ اور جو حاضر نہیں ہیں اس مجلس میں

اُن کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اِس فیصلے کو ردّ کر سکیں۔ کیوں؟ حضرت امام مرتضیٰ فرماتے ہیں اسلئے کہ مشورہ دینا خلافت کے بارہ میں یا شوریٰ کے ذریعہ خلیفہ کا انتخاب کرنا یہ مہاجرین اور انصار کا کام ہے۔ اگر انصار اور مہاجرین ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور اس کو اپنا امام مقرر کر لیں ان کا یہ انتخاب، ان کا یہ مشورہ خدا کی رضا مندی پر دلیل ہے۔ پھر یہ ثابت ہو جائے گا کہ اس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ یہ خلیفۃ المسلمین ہو۔ اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تائید اسلام کرے گا۔ حضرت امام علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر اس مشورہ کے باوجود کوئی شخص طعن کر کے یا نئی بدعت ایجاد کر کے نظامِ اسلام میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے اور جماعت کی وحدت کو چیلنج کرے تو ضروری ہے کہ تم اسے جس طریق سے وہ نکل گیا ہے اس کی طرف اس کو لانے کی کوشش کرو۔ اگر انکار کرے تو اس کا مقابلہ کرو۔ کیوں؟ کیونکہ وہ سبیل المومنین کو چھوڑ کر دوسرا طریق اختیار کر رہا ہے ۔"

دیکھو یہ کتنا واضح حوالہ ہے۔ حضرت امام علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مشورہ مہاجرین اور انصار کا ہو چکا اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کو خلیفہ منتخب کیا اور انہوں نے ہی مجھ کو خلیفہ بنایا ہے اور میری بیعت کی ہے مشورے سے۔ اسلئے اے معاویہ! تیرا بھی فرض ہے کہ تو بھی میری بیعت کرے اور میرے ساتھ شامل ہو جائے ۔

پھر اور دیکھئے جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے کچھ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس گئے۔ یہ کشف الغمہ صـ۲۳ کا حوالہ ہے۔ انہوں نے کہا ـــــــ مدّ یدلک نبایعک۔ آپ ہماری بیعت لیں آپ ہمارے خلیفہ مقرر ہوں۔ ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت امام مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے کیا فرمایا فرمانے لگے لیس ذٰلک الیکم۔ لوگو! تم کیوں میرے پاس اکیلے دوکیلے ہو کر آ رہے ہو۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے کہ آ کر مجھے کہو کہ آپ ہماری بیعت لے لیں۔ میں اس طرح تمہاری بیعت نہیں لے سکتا۔ یہ کام تو اہل بدر کا ہے جن لوگوں نے قربانیاں کی ہیں۔ بدر کے موقع پر جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر آگے گئے تھے۔ اب خدائی منشاء کے مطابق ان کو اختیار ہے۔ جس کو چاہیں مشورہ کے ساتھ خلیفہ منتخب کریں جس کو وہ پسند کریں گے وہ ان کے درمیان خلیفہ ہو گا۔ فمَنْ رضوا بہ فھو خلیفۃ (کشف الغمہ صـ۲۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر ان لوگوں کو واپس بھیج دیا۔ وہ چلے گئے۔ اس کے بعد راوی کہتے ہیں ـــــــ (شیعہ راوی ہیں) کہ جتنے بدری اس وقت زندہ تھے سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری بھی یہی رائے ہے کہ اِس وقت خلافت کے آپ اہل ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں۔ کوئی اور موزوں آدمی نہیں آپ ہی اس کے اہل ہیں۔ آپ ہاتھ پھیلائیں ہم آپ کی بیعت کریں گے۔ تب لوگوں نے بیعت کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خلافت کو قبول کیا۔

اِن حوالجات سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب "سبیل المؤمنین" کے طریق پر ہوا ہے، آیت ربانی کے مطابق ہوا ہے، خدا کی پیشگوئی کے مطابق ہوا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے

اتفاق ہے۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے لئے خلافتِ صدیقی اور خلافتِ فاروقی اور خلافتِ عثمانی کو بطور بنیاد کے قرار دیتے ہیں۔ اگر معاذ اللہ یہ خلفائے راشدین نہیں ہیں تو ان کی خلافت اور ان کا انتخاب ناجائز ہوگا۔ اور اگر یہ انتخاب ناجائز ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کس طرح قائم ہو سکتی ہے اسلئے ہمارے شیعہ بھائیوں کو چاہیئے کہ امام حَکَم عَدْل کے فیصلے کی روشنی میں وہ خلفاء ثلاثہ کو قبول کریں اور دل سے حضرت صدیق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان کا اعتراف کریں۔ اس سے مسلمانوں میں وحدت پیدا ہوگی، اتفاق پیدا ہوگا، اسلام کی شوکت ظاہر ہوگی اور اسلام کے غلبہ کا دن جلد تر آئے گا۔

بعض دوستوں کا یہ خیال ہے کہ یہ باتیں سُنّی صاحبان ہی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو خلفائے راشدین کو تسلیم نہیں کیا۔ ایسے دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانۂ خلافت گزرا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ گزرا، حضرت عثمانؓ کا عہدِ خلافت گزرا، ان تینوں خلافتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہر خلیفہ کی بیعت کی اور ان کے ساتھ عہدِ وفاداری باندھا اور ان کی زندگی بھر اطاعت کی اور ان کے احکام کو تسلیم کیا۔

ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ پر لکھا ہے ثُمَّ مَدَّ یَدَہٗ فَبَایَعَ۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بڑھا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ پھر **منار الھدیٰ** جو شیعہ صاحبان کی ایک نہایت مستند کتاب ہے اس کے صفحہ ۳۷۲ پر لکھا ہے۔ حضرت امام مرتضیٰ فرماتے ہیں:۔

"فمشیت عند ذالک الی ابی بکر فبایعتہٗ ونھضت فی تلک الاحداث حتّٰی زاغ الباطل وزھق وکانت کلمۃ اللّٰہ ھی العُلیا ولوکرہ الکافرون۔"

(منار الہدیٰ مصنفہ شیخ علی البحرانی صفحہ ۳۷۲)

کہ میں خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چل کر گیا اور میں نے آپ کی بیعت کی اور میں نے پوری جانفشانی کے ساتھ اُن حالات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بٹایا، ان کی مدد کی اور دشمنانِ اسلام کا اُن کے ساتھ مل کر مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ باطل شکست کھا گیا اور خدا کی بات پھر بلند ہو کر رہی۔ کانت کلمۃ اللّٰہ ھی العُلیا ولوکرہ الکافرون۔

حضرات! آپ سورۂ انفال کی وہ آیت پھر پڑھیں جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا تھا۔ غارِ ثور کے ذکر کے ساتھ ہی فرماتا ہے وجعل کلمۃ الّذین کفروا السُّفلٰی وکلمۃ اللّٰہ ھی العُلیا۔ اللہ فرماتا ہے کہ اس نبی کے ذریعہ سے جو شان قائم ہوئی ہے ہجرتِ مکہ سے اس میں خدا کی بات پوری ہوگی۔ پھر جو بات کہی تھی حضرت ابوبکر صدیق کو کہ اِنّ اللّٰہ معنا سو ایک اَور مرتبہ اللہ تعالیٰ اپنی بات کو ثابت کرے گا اور اس کی پیشگوئی غالب اور بلند ہوگی اور پوری ہوگی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اعتراف کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حادثات پیش آئے انہوں نے ہمت اور جانفشانی کے ساتھ خدائی تائیدوں کو جذب کیا حتّٰی کہ یہ صورت پیدا ہوگئی زاغ الباطل و

زھق و کانت کلمۃ اللہ ھی العلیا۔ پھر خدا کی بات بلند ہوئی اور باطل شکست کھا گیا۔ ولو کرہ الکافرون کافر پسند کریں یا نہ کریں۔ خدا کی بات بہرحال پوری ہوتی ہے۔

حضرات! آپ کے سامنے یہ حوالجات بھی ہیں، اور تاریخ بھی کھلی ہوئی شہادت دیتی ہے، قرآنی آیت کہتی ہے لیستخلفنھم فی الارض۔ اللہ تعالےٰ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ کافی تھا خدا فرما دیتا "لیستخلفنھم" کہ ان کو خلیفہ بنائے گا "فی الارض" کا اضافہ کیوں ہوا ہے؟ اس کی اور بھی تفسیریں ہیں، ایک اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ خلفاء جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فی الفور خلافتِ راشدہ کے وجود کے مظہر ہونے والے ہیں ان کے ذریعہ سے اسلام کو اس زمین میں تمکنت نصیب ہوگی۔

پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک فتنہ عرب کی اندرونی سرزمین میں واقع ہوا اور وہ فتنہ یہ تھا کہ لوگ مرتد ہوئے، مسیلمہ کذاب کا لشکر کھڑا ہوگیا اور لوگوں نے زکوٰۃ تک دینے سے انکار کر دیا اور اس قسم کے حالات پیدا ہوئے جن حالات میں ایک بہت بڑا لشکرِ جرار، بیس ہزار کی فوج کا لشکرِ جرار شام کی سرحدوں پر بھیجنے کا حکم دیا جانا لوگوں کی نظر میں ایک عجیب بات تھی۔

واقعہ یہ تھا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال سے قبل حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک لشکرِ جرار شام کی سرحدوں پر بھیجنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ حضورؐ کا وصال ہوگیا۔ عرب کے اندر غیر معمولی انقلاب پیدا ہوگیا۔ حالات بدل گئے۔ لشکر اسامہؓ کا بھیجا جانا بظاہر حالات نامناسب معلوم ہوتا تھا حتّٰی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کی سیاست دانی کو یورپ بھی تسلیم کرتا ہے انہوں نے بھی خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اے خلیفۂ رسول! حالات کا تقاضا یہ ہے کہ اس لشکر کے بارے میں کچھ تبدیلی کر دی جائے، کچھ انتظار کیا جائے، کچھ توقف کیا جائے مگر وہ جن کے کان میں رسولؐ کے الفاظ گونجتے تھے جو غار ثور میں رسولؐ کی زبان مبارک سے سن چکا تھا لا تحزن ان اللہ معنا خدا تمہارے ساتھ ہوگا، خدا کی معیت تیرے ساتھ ہوگی اُس نے کہا نہیں اے عمر! یہ بات نہیں ہو سکتی۔ ابن ابی قحافہ، میں ایک عاجز انسان، پیغمبر علیہ السلام کے فیصلے کو رد کر دوں ناممکن بات ہے۔ جو بات خدا کا رسول کہہ کر وفات پا گیا ہے وہ آخری اور اٹل بات ہے۔ یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا اور کوئی صورت نہیں ہے کہ لشکر اسامہؓ کو روکا جائے۔

لوگوں نے کہا کہ اسامہ تو جوان ہیں بعض پرانے پرانے بزرگ اس لشکر میں شامل ہیں کم از کم زعامت تو بدل دیجئے کچھ تبدیلی ہو جائے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے پھر فرمایا کہ ہرگز ممکن نہیں۔ جس کو خدا کے رسول نے مقرر کیا ہے ابن ابی قحافہ اس کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ اسامہ ہی کی قیادت میں یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا۔

آپ لشکر کو رخصت کرنے کے لئے مدینہ سے باہر چلے۔ اسامہؓ کو سوار کرایا خود ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل چل رہے ہیں۔ اسامہؓ بار بار عرض کرتے ہیں کہ اے خدا کے رسول کے خلیفہ! یا تو آپ بھی سوار ہوں یا مجھے اُترنے کی اجازت دیں۔ فرمایا نہیں! نہ یہ ہوگا نہ وہ ہوگا۔

یعنی نہ میں سوار ہوں گا اور نہ تو پیدل چلے گا۔ تجھے میں لشکر کے سامنے اس اعزاز سے مفتخر کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان مخالف حالات میں اس فتنہ کی صورت میں حضرت اسامہؓ کا لشکر روانہ کر دیا۔ تو یہ جو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد پیدا کر دیئے اور مسلمانوں کے لئے ایک مشکل پیدا ہو گئی خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ اس مشکل کا حل بھی خلافت کے ذریعہ سے ہو۔

پھر ایک اور بڑی مشکل مسلمانوں کے لئے درپیش تھی وہ قیصر اور کسریٰ کی دو عظیم سلطنتیں تھیں جو اسلامی سلطنت کو نگل جانا چاہتی تھیں۔ پہلے تو لوگ سمجھتے تھے کہ یہ ایک عارضی سی بات ہے، چند روزہ بات ہے، عرب کے لوگوں کا کیا نظام چلے گا لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو کوئی معمولی حادثہ نہیں ہے، یہ تو ایک عظیم آسمانی تجلی ہے جس نے ان لوگوں میں اتحاد اور وحدت پیدا کر دی ہے، ان میں ایک قوتِ قدسیہ بھر دی ہے اور یہ مشرق و مغرب میں جہاں جاتے ہیں فاتح اور غالب ہوتے جاتے ہیں تب انہیں خوف پیدا ہوا اور قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں نے تجویز کی کہ عرب کی سرزمین پر حملہ آور ہو کر اس اسلامی سلطنت کو کچل دیا جائے، تہس نہس کر دیا جائے۔

اب دو عظیم خطرے مسلمانوں کے لئے درپیش تھے اللہ تعالیٰ نے بیرونی خطروں کے لئے بھی خلافت کو مقرر کیا اور اندرونی خطروں کی تطہیر کے لئے بھی اور ان کے ازالہ کے لئے بھی خلافت کو مقرر فرمایا۔ خلافتِ صدیقی پہلے فتنہ یعنی اندرونی فتنہ کے انسداد کے لئے مقرر ہوئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ زکوٰۃ کے احکام میں نرمی کا کوئی سوال ان کے لئے قابلِ توجہ نہ تھا۔ انہوں نے شریعتِ اسلامیہ کو پورے طور پر نافذ کیا کیونکہ خدا فرماتا ہے لیستخلفنھم فی الارض یعنی میں ثابت کر دوں گا کہ میں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا ہے، میں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا ہے، میں نے عثمانؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔

غلط کار لوگ کہتے ہیں کہ یہ خلفاء نہیں تھے اپنی تدبیروں سے خلیفہ بن گئے تھے۔ یہ قول غلط ہے، جھوٹ ہے۔ خدا کے آسمان شہادت دیتا ہے لیستخلفنھم میں نے ان کو خلیفہ بنایا ہے۔ رہتی دنیا تک ان کے استخلاف کو دنیا میں قائم کیا جائے گا۔

چودہ سو برس تک لوگ مقابلہ کرتے رہے اس عقیدہ کا۔ آج اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے جس کو حَکَم عدل بنا کر بھیجا اس نے بھی یہ شہادت دیدی کہ ہاں حضرت ابوبکرؓ ضرور خلیفہ برحق تھے، حضرت عمرؓ خلیفہ برحق تھے، حضرت عثمانؓ خلیفہ برحق تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم کہ خلفاء کی ایک علامت یہ ہے کہ جو خدا کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ جو دین اللہ تعالیٰ ان کے لئے پسند فرما چکا ہے وہ انکے ذریعہ سے دنیا میں استحکام پذیر ہوتا ہے۔

یہ ایک ایسی علامت ہے جس کو اندھے بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ساری تاریخ اور دنیا کی سب شہادتوں سے ثابت ہے کہ خلفاء راشدین کے ذریعہ ہی دین کو تمکنت نصیب ہوئی۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی کچھ لوگ لاہور میں کچھ لوگ اِدھر اُدھر بیٹھے ہوئے اشتہار اور تحریریں شائع کرتے رہتے ہیں وسوسہ اندازی کرتے ہیں، فتنہ پیدا کرتے ہیں اور والمرجفون فی المدینۃ کی

حیثیت اختیار کرتے ہیں مگر خدا فرماتا ہے یہ باتیں خلافت صدیقی میں بھی ہو چکی ہیں۔ خلافت فاروقی میں بھی ہو چکی ہیں۔ مگر دیکھو میرا قانون یہ ہے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔ خلیفہ راشد کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اس دین کو دنیا میں غالب کرتا ہے جس دین کو اس نے مسلمانوں کے لئے منتخب فرمایا ہے مقرر فرمایا ہے۔

غور کرو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کتنا دین اسلام غالب آیا ہے کس طرح اکنافِ عالم میں پھیل گیا۔ سارا عرب پھر نئے سرے سے مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف دو جگہ پر نماز باجماعت ہوتی تھی لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عزم نہیں بلکہ خدائی تائیدات (جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شامل حال تھیں۔) کے نتیجہ میں سارا عرب شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک پھر نعرۂ توحید سے گونج اٹھا۔ کیا یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت کی دلیل نہیں ہے؟ کیا یہ اس بات کی علامت نہیں ہے کہ خدائے ذوالجلال نے جو یہ فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم کہ میں اس دین کو ان کے ذریعہ سے قائم کردوں گا وہ خلافتِ راشدہ کے ذریعہ پورا ہوا اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

آج کے وہ لاہور والے یا اور دوسرے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح احمدیت کو جو نیا دین نہیں ہے بلکہ چودہ سو سال پہلے کا ہی اسلام ہے مگر اس کی اس تفسیر کے ساتھ جو حضرت احمد علیہ السلام نے بیان کی ہے کس طرح دنیا میں غالب کر رہا ہے مشرق میں، مغرب میں، یورپ میں، ایشیا میں، افریقہ میں، کیا یہ اس بات کی علامت نہیں ہے کہ آج بھی اللہ تعالیٰ خلیفہ راشد کی تائید و نصرت فرما رہا ہے۔ تم اندھے ہو، تمہارے دلوں میں روشنی اور بصیرت نہیں ہے، آنکھیں کھول کر دیکھو۔ خدا کی کتاب یہ کہتی ہے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔ خدا کی تائید اس خلیفہ راشد کے لئے ثابت ہوگی جس کے دین کو اللہ دنیا میں غالب کرے گا۔ معمولی وسوسے، شرارتیں دنیا کرتی ہی رہتی ہے اور کچھ بشری تقاضے ہیں جو پورے ہوتے ہی رہتے ہیں مگر خدا کا کلام سچی گواہی دیتا ہے کہ خلیفہ راشد کی علامت یہ ہے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کے زمانہ میں سب باتیں ہو چکی ہیں۔

پھر اسی آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک علامت یہ ہے ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً کہ اللہ تعالیٰ خلفاء اور ان کے ساتھیوں کے خوف کو امن سے بدلتا ہے۔ خوف ضرور آتا ہے، فتنے ضرور پیدا ہوتے ہیں مگر اللہ کی سنت یہ ہے کہ خلافت کے وجود کے ذریعہ سے، خلافت راشدہ کے ذریعہ سے اُن کا خوف امن سے بدل دیتا ہے۔

تاریخ اسلام کو دیکھو جس طرح سے خوف آیا وہ ایک ایسا سیلِ رواں تھا کہ انسان دہشت زدہ ہو گئے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جس طرح خلافتِ صدیقی کی تائید فرمائی جس طرح زبردست نشانوں کے ساتھ دلوں کو پھیر کے رکھ دیا وہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً ان کے خوف کو اللہ تعالیٰ نے پورے امن کے ساتھ

بدل دیا تھا۔

پھر خلفاء کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بُت پرستی کو مٹا کر توحید کو قائم کرواتا ہے جس طرح نبی توحید کا علمبردار ہوتا ہے اسی طرح خلفاء راشدین توحید کے علمبردار ہوتے ہیں۔ بے شک وہ ذرائع اور سامانوں سے کام لیتے ہیں بے شک وہ جماعتی تنظیموں پر زور دیتے ہیں بے شک وہ احباب جماعت کو توجہ دلاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا۔ ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون۔ وہ توحید پر قائم ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی توحید پرستی دیکھو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توحید پرستی دیکھو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی توحید پرستی دیکھو پھر اس کے بعد کس طرح تم کہہ سکتے ہو کہ ان لوگوں کو ہم خلیفہ نہیں مانتے اور یہ خلافت کے حقدار نہیں ہیں۔

میں اب آخر میں دو حوالے پیش کرتا ہوں۔

(۱) حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام کو جو شیعہ حضرات کے ہاں ایک برگزیدہ امام ہیں اور ہم بھی ان کو ایک امام بزرگ مانتے ہیں ان کا قول ہے ان سے کسی نے پوچھا کہ تلوار کو زیور کے ساتھ آراستہ کرنا، اس کے پکڑنے کی جگہ یعنی مقبض پر چاندی چڑھانا جائز ہے؟ ھل یجوز۔ قال نعم۔ انہوں نے کہا جائز ہے، کیوں جائز نہیں۔ وقد حلّی ابوبکر الصدّیق سَیفَہٗ بالفِضّۃِ۔ جواز کی دلیل تم پوچھتے ہو، اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو چاندی کے ساتھ مزین کیا تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رض ایک کام کرتے ہیں تو اس کے عدم جواز کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ وہ تو بالکل واضح جائز ہے۔ فقال الراوی سننے والے نے کہا ھل تقول ھٰکذا آپ شیعہ امام ہیں ہمارے لئے قابلِ صد احترام ہیں آپ ابوبکر رض کو صدیق کہتے ہیں؟ لکھا ہے فوثب الامام عن مکانہٖ حضرت امام ابوجعفر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے جوش میں۔ اور فرمانے لگے نَعَمْ الصِّدِّیق۔ نَعَمْ الصِّدِّیق۔ ہاں ہاں میں حضرت ابوبکر رض کو صدیق مانتا ہوں۔ ومن لم یقل لہ الصدیق جو شخص حضرت ابوبکر رض کو صدیق نہ کہے فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والاٰخرۃ اللہ اس کی بات کو دنیا اور آخرت میں سچا نہ کرے۔

(کشف الغمّہ عن معرفۃ الائمّۃ)

(۲) صافی شرح اصول کافی میں جو شیعہ صاحبان کی ایک معتبر کتاب ہے لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایران فتح ہوا تو یزدجرد کی بیٹی بھی دربارِ خلافت میں پیش ہوئی اسے حضرت امام حسین رض کی زوجیت میں دیا گیا اور حضرت علی رض نے اس کا نام شہربانو تجویز فرمایا اور ان سے ایک بہترین بیٹے کے پیدا ہونے کی خبر دی (صافی شرح اصول کافی کتاب الحجّۃ جزو سوم حصہ دوم صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ نولکشور) اس سے ظاہر ہے کہ سادات کا سارا سلسلہ ہی جس نیک خاتون سے شروع ہوا ہے وہ خلافتِ فاروقی کی فتوحات کا ایک مبارک ثمرہ ہے یہ مقامِ غور ہے کہ اگر خلافتِ فاروقی ہی جائز نہیں تو اسکے ثمرات کیونکر جائز ہو سکتے ہیں؟ پس درست یہی ہے کہ خلفاء راشدین برحق تھے۔ اعتراضات غلط اور

بعد کی ایجاد ہیں۔

وقت چونکہ ختم ہو رہا ہے اسلئے میں صرف ایک حوالہ حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا پڑھ کر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ آپ کی کتاب "خلافت راشدہ" اس قابل ہے کہ تمام مسلمان پوری توجہ کے ساتھ اس کو پڑھیں۔ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کی عزت، خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت، آپ
کی زندہ نبوت کی عزت اسی میں ہے
کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور
حضرت عثمانؓ کی خلافتوں کو سچے
ایمان اور کامل یقین سے قرآن شریف
کی پیشگوئیوں کے مطابق موعودہ
خلافتیں تسلیم کیا جائے اور سچ پوچھو
تو اس تسلیم اور اعتراف سے
کسی کا خدا پر احسان ہی کیا ہے۔
خدا تعالیٰ کے کلام اور خدا تعالےٰ
کے کام نے سر چڑھ کر منوا دیا ہے
کہ وہ خلافتیں موعودہ خلافتیں ہیں۔"

(خلافتِ راشدہ حصہ دوم ص۳۴)

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین +

رسالہ الفرقان اور آپ کی ذمہ داری

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا ہے کہ اس علمی رسالہ کی اشاعت بہت ہونی چاہیئے۔ کیا آپ نے اس ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے؟

وقت کے امام کو پہچانئے

{ امید ہے کہ جناب اکرام احمد صاحب کراچی جو ابھی سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں کا یہ مقالہ توجہ سے پڑھا جائیگا (ایڈیٹر) }

لوہار اور بڑھئی نے ہل بنا دیا۔ بڑی بڑی مشینوں کے ذریعہ ٹریکٹر مکمل ہو گیا۔ یہ دونوں چیزیں کھیت میں پہنچادی گئیں لیکن کیا ان دونوں چیزوں کے چلانے والے کے بغیر ان کی تکمیل اور ایجاد کا مقصد پورا ہو جاتا ہے؟

ریل کا انجن ایجاد ہو گیا اور اس کے پیچھے ڈبے لگ گئے ان ڈبوں میں تمام مسافر بیٹھ گئے۔ ہوائی جہاز مکمل ہو کر ہوائی اڈے پر پہنچ گیا اس میں دور دراز کی منزلوں کے مسافر اپنی نشستوں پر آرام سے بیٹھ گئے۔ سمندری جہاز بندرگاہ پر موجود ہے۔ اس پر باربرداری کر دی گئی اور اس پر سمندر پار ملکوں کے مسافر بھی سوار ہو گئے۔ لیکن کیا ان تمام سواریوں کے مسافر انجن ڈرائیور کے بغیر، پائلٹ اور ملاح کی عدم موجودگی میں اپنی اپنی منزلوں پر پہنچ جائینگے؟

قانون مکمل ہو چکا۔ اس کی ضخیم کتابیں عدالت کے کمرہ میں میز پر چن دی گئیں۔ عدالت کا کمرہ حاضرین سے کچھا کھچ بھرا ہوا ہے۔ مجرموں کے کٹہرے میں مجرم زنجیر بستہ کھڑے ہیں۔ لیکن کیا جج یا مجسٹریٹ کے بغیر اور وکیلوں کی قانونی نکتہ آفرینیوں اور باریک بینیوں کے بغیر جرم اور بریت کی گرہ کشائی ہو سکتی ہے؟ قصوروار اور بے قصور ثابت ہو کر انصاف اور عدالت کا مقصد پورا ہو سکتا ہے؟؟

ٹریفک کے قواعد کی کتاب چوراہے پر رکھ دینے سے کیا ٹریفک پاس ہو سکتی ہے کھیلوں کے میدانوں میں کرکٹ اور ہاکی وغیرہ کے قواعد کو کتابی صورت میں سجا کر رکھ دینے سے کیا ایمپائر اور ریفری کے بغیر تماشائیوں اور کھلاڑیوں

سے بھری ہوئی فیلڈز میں کھیل سرانجام پا سکتے ہیں؟ اگر ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا مطلب سمجھنے کی کوشش کیجئے ایسا نہ ہو کہ غلط مفہوم اور غلط معانی سے یا کسی عدم قرار کی وجہ سے آپ ایک ایسی فیلڈ میں پہنچ جائیں جہاں ایمپائر اور ریفری کے بغیر تماشائی اور کھلاڑی جمع ہو گئے ہوں اور بعد میں بدمزگی، کوفت اور نقصان کے سوا کچھ حاصل نہ ہو۔ یا پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کسی ایسے جہاز میں سوار ہو جائیں جو سامان اور مسافروں سے بھرا ہوا ہو اور مسافر بڑے اعتماد کے ساتھ اس میں سوار ہوں لیکن ملاحوں کا کہیں پتہ نہ ہو اور آپ منزل کے حسین تصور میں جہاں ہیں وہیں رہ جائیں۔ یا پھر آپ کا جہاز سمندری طوفان اور موجوں میں ہچکولے کھاتا کھاتا تباہی کے گرداب میں پھنس کر برباد ہو جائے۔ یقیناً ایسے جہاز کے مسافر اپنی منزلوں کو پا لینگے جن کے جہاز کے کپتان اور ملاح موجود ہیں اور بے کپتان اور ملاح کے جہاز کے مسافروں کو سوائے تاسف اور حسرت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

بیشک دین مکمل ہو چکا ہے لیکن کسی ممتاز اور مخصوص رہنمائی کے بغیر اس کی شکل صرف کتابی ہے۔ اس کا وجود جہاز کی مثل ہے اور اسکے ماننے والوں کی مثال جہاز کے مسافروں کی ہے لہذا اسکو اور اسکے مسافروں کو منزل پر پہنچانے کے لئے کپتان اور ملاح درکار ہیں مخصوص اور ممتاز ہستیوں کی ضرورت ہے انکی رہنمائی اور قیادت کے بغیر مسافر منزلوں پر نہیں پہنچ سکتے۔ اسلئے اپنا جائزہ لیجئے اور ان ملاحوں اور پائلٹوں، ڈرائیوروں اور کپتانوں وغیرہ کی تلاش کیجئے۔ انکی ضرورت محسوس کرتے ہوئے جستجو کیجئے اور ان سے فیضیاب ہو کر اپنی منزلِ مقصود کیطرف بے خوف و خطر روانہ ہو جائیے۔

کیا آپنے غور نہیں کیا کہ کپڑے دھونے کیلئے دھوبی، بال کاٹنے کیلئے حجام اور پانی کی فراہمی کیلئے نل یا سقے کی ضرورت پڑتی ہے اور آپ معمولی معمولی کاموں میں دھوبی، سقہ، نائی اور بھنگی وغیرہ کے محتاج ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ دین جیسے نہایت ضروری اور اہم امر میں کسی کی محتاج نہ ہو۔

ذرا سوچئے تو کہ ایک ملک کے سفیر دوسری مملکت میں جاتے ہیں تو ان مملکتوں کے سربراہوں کو اپنی اپنی اسناد سفارت پیش کرتے ہیں۔ یہ ہمارے دنیوی نظام کی کیفیت ہے لیکن کیا یہ غور طلب بات نہیں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ اور ارواح کو زمین پر نازل فرماتے ہیں تو وہ کس پر نازل ہوتے ہونگے؟ ظاہر ہے کہ پہاڑوں اور سمندروں پر تو نازل ہوتے سے رہے انسان ہی پر نازل ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہو چکا کہ عام لوگوں پر خواص کا ورود نہیں ہوتا اسلئے فرشتے بھی خاص لوگوں ہی پر نازل ہوتے ہیں۔ ملائکہ اور ارواح کے نزول کے ثبوت میں قرآن کی آیۂ مبارکہ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ کافی ہے۔

جس طرح دنیوی سفیر عوام کے پاس نہیں آتے بلکہ سربراہانِ مملکت کے پاس آتے ہیں اسی طرح فرشتوں کا یہ ورود اور نزول بھی خاص ممتاز ہستیوں پر ہوتا ہے۔ اب یہ آپ کی عقلِ سلیم پر موقوف ہے کہ ان مخصوص اور ممتاز ہستیوں کا تعین اور امتیاز کریں۔

ستائیسویں پارہ سورۂ قمر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ یعنی سمجھنے کیلئے ہم نے قرآن کو آسان کر دیا پھر کوئی ہے کہ سمجھے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات عقلِ سلیم رکھنے والوں کیلئے نہایت آسان ہیں ذرا عقل پر زور دیجئے کوئی وجہ نہیں کہ آپکی رہنمائی نہ ہو۔ پھر یہ حدیث نبوی ہے: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (مسلم) یعنی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہؐ نے جو کوئی امام وقت کی بیعت کئے بغیر مر گیا وہ گمراہ مرا" آپ کی رہنمائی کیلئے بس ہے کیونکہ قرآن اور احادیث ایک زمانہ اور وقت کیلئے نہیں بلکہ یہ ہمیشہ کیلئے سنگ میل ہیں اسلئے اس وقت کے امام کو پہچانئے۔ اپنا جائزہ لیجئے اور اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے۔ وما توفیقی الا باللہ ÷

(اکرام اللہ عفی عنہ)

آل عمران ع ۱۰

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ، مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۥ وَمَا

تم کامل نیکی کو ہرگز حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم ان چیزوں کو جن سے تم محبت کرتے ہو راہِ خدا میں خرچ نہ کرو۔ جو کچھ

تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ

تم خرچ کروگے اللہ تعالےٰ اُسے خوب جاننے والا ہے[۱] تمام قسم کے کھانے

كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ

بنی اسرائیل کے لئے حلال تھے۔ ہاں جو چیز اسرائیل نے اپنے لئے

اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ

تورات کے نزول سے پیشتر حرام ٹھہرائی تھی وہ الگ ہے۔

تفسیر

۱ کامل نیک بننے کا طریق یہ ہے۔ کہ انسان اپنی پیاری اشیاء کو راہِ خدا میں قربان کرے کیونکہ جب تک محبوب حقیقی کے لئے انسان ہر چیز کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو دل میں پاک تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور ایسی تبدیلی کے بغیر نیک بننے کا خیال ہی غلط ہے۔

روایت میں ہے کہ اس آیت کے نزول پر حضرت ابوطلحہؓ نے اپنی بہترین جائیداد بیرحاء کو وقف کر دیا تھا۔ (البخاری)

قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ

ان سے کہو کہ تورات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم

صٰدِقِيْنَ ○ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

سچے ہو[1] پھر اس کے بعد بھی جو لوگ اللہ پر افترا کریں گے

مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ قُلْ

وہی ظالم ٹھہریں گے۔ کہہ دے

صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا

کہ اللہ تعالیٰ کی بات بالکل درست ہے۔ تم سب حضرت ابراہیمؑ کی ملت کی پیروی کرو جو ہر قسم کی افراط و تفریط سے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ

پاک تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ سب سے پہلا (خدا کا) گھر جو سب لوگوں

لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے برکتوں والا اور سب لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے[2]

[1] بنیادی طور پر حلّت و حرمت میں قرآن مجید اور تورات میں اختلاف نہیں ہے۔ جو کھانے مسلمانوں کے لئے حلال ٹھہرائے گئے ہیں وہ سب بنی اسرائیل کے لئے بھی حلال تھے (پیدائش $\frac{۳۲}{۱۲-۱۴}$) اسرائیل کے معنے خدا کا پہلوان ہیں۔ تورات کے رُو سے یہ حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا۔ بائیبل میں یعقوبؑ کی بیماری کے سلسلہ میں لکھا ہے:۔

"اور وہ اپنی ران سے لنگڑاتا تھا اس سبب سے بنی اسرائیل اس نس کو جو ران میں بھیتر وار ہے آج تک نہیں کھاتے۔" (پیدائش $\frac{۳۲}{۳۲}$)

عربی زبان میں اسرائیل کا لفظ قبیلۂ اسرائیل کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ الاستاذ محمد عبدہ نے کہا ہے:۔

"ومعنی تحریم الشعب ذٰلك علی نفسه انه ارتکب الظلم واجترح السیئات التی کانت سبب التحریم کما صرحت الآية، فبظلم من الذین هادوا حرّمنا علیهم طیّبات

فِيهِ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ إِبْرٰهِيمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ

اس میں بہت سے واضح نشانات ہیں مقامِ ابراہیم بھی ہے۔ جو شخص اس گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہوگا۔ اللہ کی طرف سے

عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ

لوگوں پر جنہیں اس گھر تک پہنچنے کا راستہ میسر ہو اس گھر کا حج کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ جو شخص

كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۝ قُلْ يٰٓأَهْلَ

کفر کریگا (وہ خود سزا پائے گا) اللہ تعالیٰ تو سب لوگوں سے بے نیاز ہے۔ ان سے پوچھو کہ اے اہل

الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيدٌ عَلٰى

کتاب! تم اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار کیوں کرتے ہو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال کا

مَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّونَ

گواہ ہے۔ کہدے اے اہل کتاب! تم ان لوگوں کو جو ایمان لا رہے ہیں خدا

عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَّأَنْتُمْ

کے راستے سے کیوں روکتے ہو اور تم اس راستہ میں کجی چاہتے ہو حالانکہ تم (اس کی صداقت کے)

اُحِلّت لهم" (تفسیر المنار)

۳ بکّۃ اصل میں مکہ ہی کا نام ہے۔ چونکہ حج کے موقعوں پر اس جگہ اژدہام ہونے والا تھا اسلئے اسے بکہ بھی کہا گیا ہے زبور ۸۴ میں بکہ والے گھر کا ذکر بطور پیشگوئی موجود ہے۔ وقیل سمیت مکۃ بکۃ لانہا تبک اعناق الجبابرۃ اذا الحدوا فیہا بظلم (المفردات)

۴ بیت اللہ کا حج ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے جب اس کے لئے یہ شرائط موجود ہوں (۱) اسے سفر کرنے کے لئے موزون صحت حاصل ہو (۲) آنے جانے کے اخراجات اور اپنے بیوی بچوں کے اخراجات کیلئے پوری رقم موجود ہو (۳) اسے راستہ میں اور خود مکہ میں امن حاصل ہو۔ جب ان شرائط میں سے کوئی شرط بھی موجود نہ ہو تو حج فرض نہیں ہوتا۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ مکہ میں انہیں امن حاصل نہ ہوگا تب آپ بغیر عمرہ کئے واپس مدینہ آ گئے۔

شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

گواہ ہو ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے غافل نہیں ہے ۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ

اے مومنو! اگر تم اہلِ کتاب کے کسی گروہ کی بھی اطاعت کروگے تو

اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ○

وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کافر بنادیں گے ۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ

تم کس طرح کفر کرسکتے ہو جبکہ تم پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جا رہی ہیں

وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ

اور تم میں خدا کا رسول (بطور نمونہ) موجود ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق قائم کرے گا وہ سیدھے

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ع ۱

راستہ کی طرف ہدایت یافتہ ہوگا ۶ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو

۵ اہلِ کتاب کے علماء خاص طور پر لوگوں کو اسلام کے قبول کرنے سے منع کرتے تھے ۔ اس سلسلہ میں ان کا طریق تھا کہ اسلام اور دین الٰہی میں ناجائز نکتہ چینی کرتے رہتے تھے ۔ اس میں ٹیڑھا پن ثابت کرنے کے لئے غلط باتیں اس کی طرف منسوب کرتے رہتے تھے ۔ ہر آسمانی تحریک کے معاندین ہمیشہ یہی طریق اختیار کیا کرتے ہیں۔

۶ معاندین مسلمانوں کو مرتد بنانا چاہتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے منصوبہ میں ناکام رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے حق پر قائم رہنے کے لئے بہت سے مضبوط ذرائع پیدا کر رکھے ہیں۔ ان پر روزانہ کلامِ الٰہی پڑھا جاتا ہے ۔ وہ پے درپے نشانات کا مشاہدہ کرتے ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ ان پر اثر انداز ہو رہی ہے ۔ ان حالات میں ان کا ارتداد اختیار کرنا ناممکن ہے ۔ ہاں جو قسمت کا مارا پھر بھی مرتد ہو جائے تو وہ تو محروم ازلی ہی ہوگا۔

اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

اللہ تعالیٰ کا پورا تقویٰ اختیار کرو ے تم پر اُس وقت موت آئے جب تم

مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا

پورے فرمانبردار ہو شہ اللہ تعالیٰ کی رسّی (دین و کتاب) کو سارے مضبوطی سے تھام لو شہ

وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

تفرقہ ہرگز نہ کرو اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھو

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ

کہ تم باہم دشمن ہوتے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ عَلٰى

اور تم اس کے فضل و احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔ تم

ے موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اور انسان نہیں جانتا کہ اس پر کس گھڑی موت آجائے گی اس لئے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر لحظہ نیکو کار رہنا چاہیئے اور ہر وقت پوری فرمانبرداری کو اپنا شعار بنانا چاہیئے۔ تاکہ جب بھی موت آئے انسان مسلمان ہو۔

شہ حبل اللہ سے مراد قرآن مجید اور دین اسلام ہے۔ یہ ایک نہایت لطیف تشبیہ ہے۔ گویا لوگ گڑھے میں گرے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اُتار کر انہیں اسی طرح گڑھے سے نکال لیا جس طرح مادی گڑھے سے رسّی کے ذریعہ انسان کو اُوپر کھینچا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اتحاد و یکجہتی کی پوری تاکید فرمائی ہے مگر افسوس کہ پھر بھی مسلمان منتشر اور پراگندہ ہوگئے، ذاتوں اور فرقوں میں منقسم ہوگئے۔

حبل اللہ کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے :-

"کیا ہمیں قرآن کریم کے اس مرتبہ پر ایمان نہیں لانا چاہیئے جو مرتبہ وہ خود اپنے لئے قرار دیتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ وہ صاف الفاظ میں بیان فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرّقوا" (مباحثہ لدھیانہ ص۳۵)

شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط

آگ کے گڑھے کے بالکل کنارے پر پہنچ گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے نجات بخشی۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے نشانات بیان کرتا ہے تاکہ تم

تَهْتَدُوْنَ ○ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ

ہدایت اختیار کرو۔ چاہیئے کہ تم میں ایک ایسے عظیم القدر لوگوں کی جماعت ہو جو لوگوں کو سراسر

اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ

اَلْخَیْر یعنی قرآن مجید و اسلام کی طرف بلائیں، نیکی کا حکم دیں اور بُری باتوں سے

عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

روکیں۔ یہی لوگ کامیاب ہوں گے ۵۹

۵۹ دعوت الی الخیر ہی مسلمانوں کی خصوصی علامت ہے اور یہی ان کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اسلام ہر مسلمان کو مبلغ قرار دیتا ہے۔ اوّلین مسلمانوں نے اس راز کو سمجھا اور انہوں نے تبلیغ کو اپنا شعار بنا لیا۔ اکناف عالم میں پھیل گئے۔ تجارتی کاروبار کرتے تھے اور ساتھ ساتھ خدا کا نام پھیلاتے تھے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جہاں جہاں مسلمان گئے وہ اسلام کے بہترین مبلغ تھے۔ ان کی پاکیزہ زندگی لوگوں کے لئے اسلام کی کھلی دعوت ہوتی تھی اور ان کے دلوں میں بیٹھنے والی باتیں اپنا اثر رکھتی تھیں۔

قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سچے متبعین کا طریق کار یوں بیان فرمایا ہے۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (سورۃ یوسف) کہ اے نبی! تُو اعلان کردے کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں اور بصیرت پر قائم ہوں۔ مَیں بھی یہ کام کرتا ہوں اور میرے متبع بھی یہی کام کرتے ہیں۔"

اسلام کی اشاعت کا دارومدار تبلیغ پر ہے جب سے مسلمانوں نے تبلیغ میں غفلت کی ہے ان پر ادبار کی گھٹائیں چھا رہی ہیں۔ اب اس آخری دور میں الٰہی نوشتوں کے مطابق پھر تبلیغ اسلام کا باقاعدہ آغاز ہوا ہے اور انشاء اللہ العزیز جلد اسلام اکنافِ عالم میں پھیل جائے گا وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا

تم اپنے سے پہلے کے ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا جنہوں نے فرقہ بندی کی اور ان کے پاس دلائل و

مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

بیّنات کے آ جانے کے باوجود انہوں نے اختلاف کیا۔ ایسے لوگوں کے لئے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ

بڑا عذاب مقدر ہے ۱۰؎ جس دن کہ کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ

وُجُوهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ ۖ

ہوں گے ۱۱؎ ہاں جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ

اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

تم اپنے ایمان کے بعد کافر کیوں ہو گئے تھے؟ پس اب اپنے کفر کے

۱۰؎ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کا حکم دینے کے ساتھ ہی تفرقہ اور اختلاف سے منع فرمایا ہے۔ تبلیغِ اسلام ایک قوت اور اتحاد کو چاہتی ہے۔ اختلاف اور تفرقہ سے شیرازہ بکھر جاتا ہے اور کام کرنے کی طاقت زائل ہو جاتی ہے اسلئے تفرقہ سے منع کیا گیا ہے بلکہ پہلی قوموں کی طرف اشارہ کر کے فرقہ بندی کا نتیجہ عذابِ عظیم قرار دیا ہے۔

اسلام کی رُو سے کسی شخص کو حق نہیں کہ جماعتِ مسلمین میں کسی نئے فرقہ کی بنیاد رکھے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرے۔ نئی جماعت قائم کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ وہ جب دیکھتا ہے کہ پہلا نظام مؤثر نہیں رہا اور پہلی تنظیم اپنے اصل مقصد کو پورا نہیں کر رہی تو وہ اپنے کسی مامور کے ذریعہ دنیا کو نئی تنظیم کی طرف دعوت دیتا ہے۔ فرقہ بندی علماء اور دوسرے لوگ پیدا کرتے ہیں جن کے دلوں میں حسد اور تکبر کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے اور یہ حرام ہے۔ مگر نئی الٰہی جماعت خدا کے حکم سے اور اس کے الہام کے ماتحت خدا کے نبی قائم کرتے ہیں۔ فرقہ بندی کرنے والے خدا کے نافرمان ہیں۔ مگر خدا کے حکم سے صلاحیت پذیر معاشرہ کی بنیاد رکھنے والے خدا کے برگزیدہ مامور ہوتے ہیں۔

۱۱؎ چہروں کی سفیدی اور سیاہی ظاہری بھی ہو سکتی ہے اور معنوی بھی۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:۔

"ابیضاض الوجوہ عبارۃ عن المسرۃ واسودادھا عبارۃ عن المسارۃ ....وحمل

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ

نتیجہ میں عذاب چکھو۔　　　البتہ جن لوگوں کے چہرے سفید

وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ہوں گے　　　وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مورد ہوں گے اور اس حالت میں ہمیشہ رہیں گے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ

یہ خداوند تعالیٰ کے احکام و نشانات ہیں جو ہم مضبوطی کے ساتھ تجھ پر پڑھ رہے ہیں۔　　　اللہ تعالیٰ

يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

لوگوں کے ساتھ کسی قسم کے ظلم کا ارادہ نہیں رکھتا۔　　　اللہ ہی کے لئے وہ تمام چیزیں ہیں جو آسمانوں میں ہیں

ع ۱۱/۲ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

اور زمین میں ہیں۔　　　سب معاملات انجامکار اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹتے ہیں ؕ [۱]

بعضهم الابيضاض والاسوداد على المحسوس والاول اولى لأن ذالك حاصل لهم

سوداً كانوا فى الدنيا او بيضاً"　　　(المفردات)

کہ چہروں کی سفیدی سے مراد خوشی اور سیاہی سے مراد رنج ہے بعض لوگوں نے سفیدی اور سیاہی کو ظاہر پر محمول کیا ہے مگر پہلے تعبیری معنے زیادہ مناسب ہیں کیونکہ وہ سب کو حاصل ہو سکتے ہیں خواہ وہ دنیا میں سیاہ ہوں یا سفید"

گویا کفر اور ایمان کی سیاہی اور سفیدی مراد ہیں اور وہ آخرت میں دکھ اور خوشی کی صورت میں متمثل ہوں گی ایماندار اس دن خوش ہوں گے اور کافر افسردہ اور غمگین ہوں گے۔

ف۱۲ جب اللہ تعالیٰ کسی نبی کو قائم کرتا ہے اور اسکے ذریعہ آیات دیکر بھیجتا ہے تو یہ انسانوں کی بہتری کیلئے ہوتا ہے اسمیں کوئی ظلم مقصود نہیں ہوتا۔ نبیوں کا بروقت بھیجنا ظلم نہیں بلکہ ظلم تو تب ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ضرورت کے وقت اپنا فرستادہ بھولے بھٹکے لوگوں کی رہنمائی کے لئے مبعوث نہ کرتا۔ لوگ اپنی نادانی سے انبیاء کا مقابلہ کرتے ہیں اور خدا کی آواز کو خاموش کرنا چاہتے ہیں مگر ایسے لوگ ناکام رہتے ہیں کیونکہ سب کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے اور اسی کے اشارہ پر کام کر رہی ہے اور انجامکار سب معاملات اسی کی طرف سے اور اسی کے حکم سے طے پاتے ہیں یعنی خدا کی بادشاہت ہی زمین پر قائم ہو جاتی ہے اور انبیاء کو غلبہ حاصل ہو جاتا ہے پس آخری کامیابی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کو ہی نصیب ہوتی ہے +

حضرت میرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے خصالِ محمودہ کا تذکرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لختِ جگر، حضرت میرزا شریف احمد صاحب کا وصال ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کا **روحانی مقام**، آپ کی **جماعتی خدمات**، آپ کی **غریب پروری**، ماتحتوں سے **حسنِ سلوک** اور سلسلہ کے لئے **ایثار و قربانی** تمام ایسے امور ہیں جن کی وجہ سے یہ سانحہ ایک غیر معمولی سانحہ اور جماعتی صدمہ ہے۔ ہزاروں ہزار انسانوں نے آپ کے جنازہ کی نماز میں **نمناک** آنکھوں اور **بریاں** دلوں کے ساتھ آپ کی **مغفرت** اور **رفعِ درجات** کے لئے دعائیں کیں۔ اور جہاں جہاں احمدی جماعت موجود ہے ـــــ اور وہ اکنافِ عالم میں موجود ہے ـــــ وہاں وہاں یہ دعائیں کی جا رہی ہیں۔ آپ کے احسانات، آپ کا نہایت پاکیزہ اور مخلصانہ بے لوث حسنِ سلوک ہزاروں دلوں میں دعاؤں کی تحریک کرتا رہے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس مخلص بندے پر ہزار ہزار رحمتیں نازل کرے اور انہیں اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ ان کی ساری اولاد کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **چمن** کے **نونہال** ہیں سرسبز و شاداب رکھے اور ان کی زندگیوں میں برکت دے۔ آمین ثم آمین

خاکسار کو حضرت میرزا شریف احمد صاحبؓ کے ساتھ نظارت تعلیم و نظارت تبلیغ میں سالہا سال کام کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ آپ کی ہمدردی اور سلسلہ کے لئے غیرت ایک نمونہ تھی۔ آپ کو اپنے ماتحتوں کی تکلیف کا بہت احساس ہوتا تھا۔ آپ کو چین نہیں آتا تھا جب تک اس تکلیف کا ازالہ نہ کر لیں۔ آپ کو علمی ترقی کی بھی دھن رہتی تھی۔ قریباً ہر ملاقات کے موقعہ پر ان کی گفتگو کسی مسئلے یا آئندہ کے لئے کسی مضمون یا کتاب کی تدوین کے متعلق ہوا کرتی تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے صائب فکر بخشا تھا اور آپ کی رائے بہت درست ہوتی تھی۔

آپ بلاشبہ نظام کے بڑے قائل تھے۔ مگر طبیعت میں نرمی غالب تھی۔ کسی ماتحت کے متعلق سزا کا فیصلہ کرنا آپ کے لئے انتہائی تلخ اور ناگوار فرض ہوتا تھا۔ آپ کو غریبوں کی غربت کا بہت احساس رہتا تھا۔ اور ان کی امداد سے انہیں خوشی محسوس ہوتی تھی۔ آپ کی طبیعت میں خدمتِ دین کرنے والوں کے لئے گہری محبت تھی جس کا اظہار قول اور عمل سے ہوتا رہتا تھا۔ بیرونی ممالک میں جانے والے مبلغین کے ساتھ حضرت میاں صاحب کو بہت ہی اُنس اور لگاؤ تھا۔ اپنے اساتذہ بالخصوص حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کا بہت ادب و احترام کرتے تھے۔

آپ کے نورانی چہرہ اور آپ کی محبت بھری سادہ اور متواضعانہ گفتگو سے ہمیں بہت اطمینان ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اللّٰھم آمین یا ربّ العٰلمین۔

خاکسار

ابو العطاء جالندھری

حضرت میرزا شریف احمد صاحبؓ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مشابہت

(حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی کے قلم سے)

"عزیز میاں شریف احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بعض لحاظ سے خاص مشابہت تھی۔ یہ مشابہت جسمانی نوعیت کے لحاظ سے بھی تھی اور اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بھی تھی۔ جسمانی لحاظ سے تو ان کا نقشہ اور خدوخال اور رنگ ڈھنگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دوسرے بھائیوں کی نسبت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ اور اس مشابہت کو ہر غور کی نظر سے دیکھنے والا انسان محسوس کرتا اور پہچانتا تھا۔ چنانچہ ان کے جنازے کے وقت مجھ سے بعض دوستوں نے از خود بیان کیا کہ ان کا حلیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت ملتا ہے۔ اور یہ مشابہت وفات میں اور بھی زیادہ نمایاں ہوگئی تھی۔ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بھی ہمارے مرحوم بھائی کو بعض لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خاص مشابہت حاصل تھی۔ مثلاً اہم امور میں فیصلہ کرتے ہوئے یا مشورہ دیتے ہوئے اُن کی رائے بہت متوازن اور صائب ہوتی تھی۔ وہ نہ تو اپنے ایک بھائی کی طرح زبردست جلالی شان رکھتے تھے (گو یہ جلال بھی ایک خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے) اور نہ اُن میں دوسرے بھائی کی طرح نرمی اور فروتنی کا ایسا غلبہ تھا جو بعض لوگوں کی نظر میں کمزوری کا موجب سمجھا جا سکتا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح اُن کے مزاج میں ایک لطیف قسم کا توازن پایا جاتا تھا۔ عفو و شفقت کے موقعہ پر وہ پانی کی طرح نرم ہوتے تھے جو ہر چیز کو رستہ دیتا چلا جاتا ہے مگر سزا اور عقوبت کے جائز مواقع میں وہ ایک چٹان کی طرح محکم تھے جسے کوئی جذبہ یا کوئی خیال اپنی جگہ سے متزلزل نہیں کر سکتا تھا۔ اور طبیعت میں انتہائی سادگی اور غریب نوازی تھی۔"

(الفضل ۹ رجنوری ۱۹۶۲ء)

نہائت پیارے بھائی کی یاد میں

"پھر باپ ہو جہان میں پیدا تو بھائی ہو"

(رقم فرمودہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء صبح کے وقت میں جلسہ گاہ میں جانے کے لئے تیار ہو کر کمرے سے نکلی تھی کہ ایک عزیز نے یہ خبر سنا دی کہ میرے پیارے چھوٹے بھائی آخری سانس لے رہے ہیں۔ یہ الفاظ ایک تیر تھا کہ سینہ سے پار ہو گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کس طرح میں وہاں پہنچی۔ جا کر دیکھا تو خدا تعالیٰ کا منشا پورا ہو چکا تھا مصنوعی سانس دلانے کی بیکار سی کوشش جاری تھی جس کو ایک حد تک جاری رکھ کر چھوڑ دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اسی وقت میں نے جھک کر پیشانی پر بوسہ دیا اور ان کے کان میں درد بھرے دل سے اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنین علیہا السلام اور اپنے شوہر نواب صاحبؓ کو اپنا سلام پہنچانے کی درخواست کی۔ اب تک دل نہیں مان رہا تھا خیال تھا کہ شاید ابھی سانس چلنے لگے گا مگر یہ جھوٹی امیدیں بشریت اور محبت کا تقاضا ہوتی ہیں انسان کمزور ہے۔

میرے چھوٹے بھائی (حضرت مرزا شریف احمد صاحب مرحومؓ) ۲۲-۲۳ سال سے شدید دردوں وغیرہ سے علیل رہتے تھے۔ کئی کئی روز ان پر بڑے دُکھ اور کرب کے گزرتے تھے مگر اب تین ساڑھے تین سال کا عرصہ ہوا کہ تھرامبوسس کا حملہ ہوا اسپتال میں بھی داخل رہے۔ اس کے بعد تو دراصل وہ بہت سخت بیمار ہی رہے۔ ذرا سنبھلتے پھر دل پر اثر ہوتا اور حالت گر جاتی خصوصاً وفات سے دو ماہ پہلے سے ان کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی۔ پاؤں پر گھٹنوں پر ورم، دل کی کمزوری، سر میں چکر، کئی بار چلتے چلتے گرے اور چوٹیں بھی لگیں جن کے تصور سے دل پر چوٹ لگتی ہے۔ گویا تمام جسم ہی ضرب خوردہ تھا۔ وہ عالی دماغ "وہ جوہر قابل" "وہ تیر تاباں" افسوس کہ بیماریوں کے بادلوں میں اکثر چھپا رہا اور اس کی پوری روشنی سے اس کی قابلیتِ خداداد سے دنیا فائدہ نہیں اٹھا سکی۔

انہوں نے ظاہری تعلیم بہت التزام سے یا کالجوں وغیرہ میں حاصل نہیں کی تھی مگر حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کی طرح ان پر بھی خدا تعالیٰ کا خاص فضل اس صورت میں نازل ہوا تھا کہ ان کا علم وسیع تھا، بہت ٹھوس تھا جو سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کس وقت پڑھا اور کہاں پڑھا۔ مگر علم دین کے ہر پہلو پر عبور تھا۔ عربی ایسی اعلیٰ پڑھاتے تھے کہ چند دن میں پڑھنے والے کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتے۔ رائے صائب ہوتی مشورہ ہمیشہ دیانتدارانہ ہوتا۔ علم تعبیر اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص ودیعت فرمایا

تھا۔ ایسی اعلیٰ تعبیر دیتے اور اتنی تفصیل سے خوابوں کے متعلق نکات بیان کرتے کہ طبیعت سیر ہو جاتی تھی۔ میں اپنے خواب اُن کی یہ خصوصیت دیکھ کر اُن کو ہی سنایا کرتی تھی۔ ایک بار خیال ظاہر کیا کہ میرا دل چاہتا ہے ایک نیا تعبیر نامہ مرتب کروں جس میں نئی چیزوں اور خاص کر ہماری ملکی اشیاء کی تعبیریں لکھی جائیں مگر بیماریوں نے مہلت نہ دی افسوس۔

مجھ سے صرف کچھ کم دو سال بڑے تھے۔ ہم دونوں اور مبارک احمد زیادہ ساتھ کھیلے اور وہ تو ساتھ پڑھے بھی۔ مگر باوجود ان کے ہمیشہ بہت محبتانہ سلوک اور ان کے سادہ سادہ بے تکلف طریق کے ان کے علم و فضل، ان کی انتہائی شرافت کی وجہ سے میرے دل میں ان کی عزت اور ادب بڑھتے ہی گئے۔ علمی پہلو کے علاوہ وہ ایک نہایت شریف اسم بامسمّٰی، نہایت صاف دل، غریب طبیعت، دل کے بادشاہ، عالی حوصلہ، صابر، متحمل مزاج وجود تھے۔

اس لئے نہیں کہ وہ میرے بھائی تھے بلکہ اس کو الگ رکھ کر کوئی بطور سچی شہادت کے مجھ سے اُن کی بابت سوال کرے تو میں یہی کہوں گی اور وثوق سے کہوں گی کہ وہ ایک ہیرا تھا نایاب۔ وہ سراپا شرافت تھا۔ ایک چاند تھا جو چھپا رہا اکثر۔ اور چھپے چھپے چپکے سے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں پہنچ گیا۔ اُن کے دُکھ درد آخر ختم ہو گئے۔ گو ہمارے دلوں میں بے شک اُن کی یاد اور دردِ جُدائی قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعاؤں سے خدمت کی توفیق دے اور ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

میری ان کی عمر میں بہت کم فرق تھا۔ ہر وقت کا ساتھ، اکٹھے کھیلنا کودنا اور چھوٹے بھائی بہت شوخ و شنگ بھی تھے بچپن میں۔ مگر ہم کبھی نہیں لڑے۔ مجھے ایک بار بھی کبھی انہوں نے نہیں ستایا بلکہ ہمیشہ کہنا مان لیتے۔ میرا ہی شادی ہوئی تو دوہرا رشتہ ہوا۔ میرے میاں کے داماد بنے اور کئی سال پھر بو زینب بیگم (بیگم حضرت مرزا شریف احمدؓ) کی علالت کے سلسلہ میں ہمارے ہاں ٹھہرے اور اکٹھے ایک گھر میں رہے۔ دنیا میں جیسا کہ ہو ہی جاتا ہے ہو سکتا ہے کہ ان یکجائی کے ایام میں ہی کسی وقت کوئی بدمزگی ہو جاتی یا کوئی فرق برادرانہ تعلق میں آ جاتا مگر نہیں ہرگز نہیں "میرا بھائی میرا بھائی ہی بنا رہا"۔ لوگوں کی نظروں میں یہ ایک معمولی بات ہو سکتی ہے مگر میری نگاہ میں اس بات کی بے حد قدر تھی اور رہی۔ اور اب دُکھ کے ساتھ وہ اپنے چھوٹے بھائی، اُن کی محبت، ان کی نرم و پیار بھری آواز اور اب ان کی بیماری کے ایام، اتنی تکلیف ہر وقت اٹھانا یاد آ کر دل کو بے قرار کر دیتا ہے۔ بہت بہن بھائیوں اور جماعتوں کی جانب سے تاریں اور خطوط تعزیت اور ہمدردی کے وصول ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ میرا السلام علیکم اور شکریہ سب کی خدمت میں پہنچے۔ جزاھم اللہ تعالےٰ۔

اس میں کیا شک ہے کہ سب احمدی بہن بھائی شریکِ غم ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب پر فضل فرمائے۔ آپ سب دُعاؤں پر زور دیں یہی اصل ہمدردی ہے۔ مرحوم کے لئے اور ہم سب کے لئے خصوصاً حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام) اور حضرت منجھلے بھائی صاحب کی صحت کے لئے اب اور بھی زور سے توفیقِ دُعائے خاص اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہوئے دُعا کریں۔

والسلام

مبارکہ

(الفضل ۱۶ ۱/۶۲)

سانحۂ جانگداز وفات حضرت میرزا شریف احمدؓ

(از قلم حضرت قاضی محمد یوسف صاحب قاضی خیل۔ هوتی۔ مردان)

حمد گوئیم اے خدائے ودود　　　زانکہ ما عابدیم و تو معبود
بر عطائے تو ما رضا هستیم　　　ما همہ ساجدیم و تو مسجود
بر محمدؐ درود می خوانیم　　　آنکہ او حامدست و هم محمود
صد صلوٰۃ و سلام بر آلش　　　هر یکے بُد تقی و هم مودود
صد سلام و صد درود بر احمدؑ　　　کو ست مهدی و عیسٰے معهود
آلِ احمدؑ کہ جملہ موعود اند　　　هر یکے از خدا مبشّر بود
پورِ اکبر کہ شد خلیفۂ او　　　سیّد القوم حضرتِ محمود
حضرتِ میرزا بشیر احمدؓ　　　قمر الانبیاء دوم مولود
پورِ سوم میاں شریف احمدؓ　　　باز از وے خدائے ما خوشنود
سہ برادر دو دختراں بودند　　　یادگارِ امامِ ما مسعود

حضرت میرزا شریف احمدؓ　　　پورِ مسعودِ احمدِ مسعود
کم سخن خوش مزاج و نیکو خُلق　　　صائب الرائے محسن و ذی جُود
آمد اندر جہاں بہ سن شغیل ۱۳۱۲ھ　　　سال اشغف دراز دهر ربود
شصت و نہ ۶۹ سال زیست در دنیا　　　ختم شد آبِ عمر ۱۳۸۱ھ بیش نہ بود
روز سہ شنبہ بود عند الصبح　　　هفدهم از رجب طلوع نمود
اِرجعی حکم کردگار آمد　　　گفت لبّیک بندۂ مسعود
اے خداوند مغفرت فرما　　　تا کند روحِ او بہ عرش صعود
ما همہ فانی ایم و تو باقی　　　ذاتِ پاکِ تو دائما موجود

گشت یوسف بہ فرقتش محزون
لاجرم بر قضا رضا بنمود

سوال و جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازِ جنازہ

مکرم چودھری عبدالحق صاحب شاہی بازار سکرنڈ ضلع نواب شاہ سے دریافت فرماتے ہیں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ کس نے پڑھایا اور جنازہ میں کتنے افراد تھے؟ جواب کتب شیعہ سے مع نام کتاب وصفحہ کے ہو۔"

الجواب:- جواب کے لئے "شیعہ کتب" کی قید غالباً اسلئے لگائی گئی ہے کہ شیعہ صاحبان سوائے اپنی کتابوں میں مندرجہ باتوں کے اور کسی تاریخی **حقیقت** کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ قابلِ غور امر ہے کہ شیعہ صاحبان کا یہ **موقف** کتنے **تعصّب** پر دلالت کرتا ہے۔ تاہم اتمام حجت کی خاطر ہم صرف شیعہ کتب کے حوالہ جات درج کرتے ہیں:-

(۱) اصول کافی میں امام ابوجعفرؒ کا قول ہے:-

"لما قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صلت علیہ الملائکۃ والمھاجرون و الانصار فوجًا فوجًا۔"

(اصول کافی مطبع نولکشور صفحہ ۲۸۶)

کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے تو آپ کی نماز جنازہ فرشتوں نے اور مہاجرین نے اور انصار نے گروہ در گروہ ادا کی تھی۔"

(۲) کتاب الاحتجاج للطبرسی میں لکھا ہے:-

"ثمّ دخل عشرۃ من المھاجرین وعشرۃ من الانصار فیصلون ویخرجون حتّٰی لم یبق من المھاجرین والانصار الّا صلّی علیہ۔"

کہ دس دس مہاجر اور دس دس انصار کی جماعت اندر آتی تھی سب نماز جنازہ پڑھتے اور نکلتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ کوئی مہاجر یا انصار نہ تھا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھ لیا۔" (الاحتجاج للطبرسی مطبوعہ ایران صفحہ ۴۲)

(۳) مشہور شیعہ کتاب حیات القلوب مصنفہ جناب ملّا محمد باقر مجلسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے متعلق ذیل کی روایات درج ہیں:-

الف - ابوبکر ... پرسید کہ چگونہ بر تو نماز کنند دریں وقت خروش از مردم برخاست و در دو لوا ولرزہ درآمد حضرت فرمود کہ صبر کنید خدا عفو کند از شما چوں مرا غسل دہند و کفن کنند مرا بر تختے بگذارید بر کنارِ قبر من و ساعتے

بیرون روید و مرا تنہا بگذارید و اوّل
کسیکہ برمن نماز میکند خدا وند عالمیان
است پس رخصت میفرماید ملائکہ را کہ
برمن نماز کنند و اوّل کسیکہ نازل مے شود
جبرئیل است پس اسرافیل پس میکائیل
پس ملک الموت پس لشکرہائے ملائکہ
ہمگی فرود مے آیند و برمن نماز مے کنند
پس شما فوج فوج بایں خانہ در آئید و
برمن صلوات فرستید و سلام کنید و مرا
آزار مکنید بگریہ و فریاد و نالہ"

ترجمہ۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ نے حضور کی مرض الموت میں پوچھا کہ حضور کی نماز جنازہ کس طرح ادا ہوگی۔ اس پر سب حاضرین میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی اور اس اضطراب سے در و دیوار بھی ہل گئے۔ حضور نے سب کو تلقینِ صبر فرمائی نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کرے گا میرے غسل اور کفن کے بعد قبر کے پاس تختہ پر مجھے چھوڑ کر تھوڑی دیر کے لئے سب باہر چلے جائیں اور مجھے تنہا چھوڑ دیں۔ سب سے پہلے میری نماز جنازہ خود اللہ تعالیٰ پڑھے گا اور پھر ملائکہ کو اجازت دیگا۔ جبرئیل سب سے پہلے نازل ہوگا پھر اسرافیل، میکائیل، اور عزرائیل علی الترتیب آئیں گے۔ پھر سب فرشتے اجتماعی طور پر نزول کریں گے اور سب میری نماز جنازہ ادا کریں گے۔ ان کے بعد پھر تم (اے صحابہ) گروہ در گروہ اندر آکر میری نماز جنازہ پڑھنا اور سلام کہنا لیکن آہ وفغان اور گریہ کے ذریعہ مجھے دُکھ نہ پہنچانا۔" (حیات القلوب جلد ۲ ص ۸۶۵)

بؔ۔ "وکلینی بسندِ معتبر از امام محمد باقر روایت
کردہ است کہ چوں حضرت رسالت رحلت
فرمود نماز کردند برا و جمیع ملائکہ و مہاجران
و انصار فوج فوج۔"

ترجمہ۔ یعنی کلینی نے بطریق معتبر جناب امام محمد باقرؒ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ پر تمام فرشتوں نے جنازہ کی نماز پڑھی اور سب مہاجرین و انصار نے بھی گروہ در گروہ نماز ادا کی۔" (حیات القلوب جلد ۲ ص ۸۶۶)

جؔ۔ بسندِ حسن از حضرت صادق روایت کردہ اند
کہ عباس بخدمت حضرت امیر المومنین آمد و
گفت کہ مردم اتفاق کردہ اند کہ حضرت
رسول را در بقیع دفن کنند و ابوبکر پیش
بایستد و برآنحضرت نماز کند۔"

کہ امام صادق کی روایت ہے کہ حضرت عباسؓ نے آکر حضرت علیؓ کو اطلاع دی کہ سب لوگوں کا اتفاق ہوچکا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنّت البقیع میں دفن کر دیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی امامت میں وہ حضورؐ کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔"

(حیات القلوب جلد ۲ ص ۸۶۶)

دؔ۔ "شیخ طوسی بسندِ صحیح .... ہر گروہے کہ
داخل خانہ مے شدند بر دور آنجناب مے ایستادند
و صلوات برآنجناب مے فرستادند و برائے
او دعا میکردند و بیرون مے رفتند پس
گروہے دیگر داخل مے شدند چوں ہمہ از
صلوات برآنجناب فارغ شدند۔"

(حیات القلوب ص ۸۶۶)

کہ شیخ طوسی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ صحابہؓ کی ایک جماعت اپنی باری پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں داخل ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کرتی اور دُعا کرکے باہر چلی جاتی تھی۔ پھر دوسری جماعت آجاتی یہاں تک کہ سب نماز جنازہ سے فارغ ہو گئے۔

۵۔ "شیخ طبرسی از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ دہ نفر دہ نفر داخل مے شدند و چنیں بر آنحضرت نماز مے کردند بے امامے در روز دوشنبہ و شب سہ شنبہ تا صبح و روز سہ شنبہ تا شام تا آنکہ خورد و بزرگ و مرد و زن از اہل مدینہ و اہلِ اطرافِ مدینہ ہمہ بر آنجناب چنیں نماز کردند" (حیات القلوب ص۸۹۶)

کہ شیخ طبرسی نے حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں دس دس کی جماعت داخل ہوتی تھی اور بغیر کسی امام کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کرتے تھے اور یہ سلسلہ پیر کے روز سے منگل کی شام تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ مدینہ اور حوالی مدینہ کے سب لوگوں نے چھوٹوں بڑوں، مردوں عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کی۔"

ان شیعہ روایات سے بہرحال ثابت ہے کہ سب صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کی اور عوام شیعوں کا یہ اعتراض سراسر بے بنیاد ہے کہ صحابہؓ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

مسیحیت کے داخلہ کے دروازہ گوا کا سقوط

پرتگیزی مقبوضہ علاقہ گوا پر سے پرتگال کا اقتدار ختم کرکے **بھارت** نے اسے بھارت میں شامل کر لیا ہے۔

گوا ہندوستان کے ساحل مالابار پر بمبئی سے جانب جنوب قریباً اڑھائی صد میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ پرتگیزی پہلے پہل ۱۵۱۰ء میں ہندوستان میں آئے اور پرتگال نے ۱۵۴۳ء میں گوا پر قبضہ کر لیا۔ پرتگال انگریزوں اور فرانسیسیوں سے بھی پہلے گوا میں آئے تھے۔ گوا میں سوا چھ لاکھ کی آبادی ہے۔ اکثریت ہندو ہے۔ عیسائی بھی خاصی تعداد میں ہیں۔ مسلمان صرف ۱۲½ ہزار ہیں۔ گوا کا علاقہ ساٹھ میل لمبا ہے۔

"گوا ہندوستان میں مسیحیت کے داخلہ کا دروازہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس راستہ سے عیسائی مبلغین ہندوستان میں تبلیغ مذہب کے لئے آتے رہے ہیں۔ یورپ کے کلیسا اس لحاظ سے گوا کو بڑی قدر و قیمت کا حامل سمجھتے ہیں۔"

(المنبر لائلپور)

اب چار سو اٹھارہ سال کے بعد اس علاقہ سے پرتگال کو نکلنا پڑا ہے اور اس طرح ہندوستان میں مسیحیت کے داخل ہونے کے راستہ سے اسے دست بردار ہونا پڑا۔

سیاسیات سے الگ رہتے ہوئے کیا یہ غور کرنے کے قابل بات نہیں کہ اللہ تعالےٰ کا فعل مستقبل کے بارے میں کیا اشارہ کر رہا ہے؟

فیصلہ کُن مباہلہ کی دعوت منظور!

مولوی منظور احمد صاحب آف چنیوٹ پر اتمام حجت

(۱)

مولوی منظور احمد صاحب کس کے نمائندہ ہیں؟

آخر دسمبر ۱۹۶۱ء میں مولوی منظور احمد صاحب صدر مدرس جامعہ عربیہ چنیوٹ کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان "دعوتِ مباہلہ کا آخری چیلنج" شائع ہوا ہے۔ مولوی صاحب اس میں لکھتے ہیں کہ چونکہ نصف صدی تک جماعت احمدیہ کے حق میں علماء کے مناظرات اور ان کی تمام تر کوششیں "بے سود" ثابت ہوئی ہیں اسلئے "بندہ نے اتمام حجت کے لئے موجودہ خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کو دعوتِ مباہلہ دی تا کہ حق و باطل کا فیصلہ سمیع و بصیر خدا سے حاصل کیا جائے"۔

مولوی صاحب موصوف نے ۱۹۵۶ء میں بھی یہی بات جماعت اسلامی کے اخبار المنبر لائلپور میں شائع کی تھی جس پر ہم نے اسی وقت اخبار الفضل ۲۰ر مارچ ۱۹۵۶ء میں جواباً لکھا تھا کہ:-

"جہاں تک مولوی منظور احمد صاحب مدرس مدرسہ چنیوٹ کی طرف سے دعوتِ مباہلہ کا سوال ہے اس کے متعلق پہلی بات یہ ہے کہ جب ہر جگہ احمدی موجود ہیں تو

آپ نے دعوتِ مباہلہ کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کو کیوں منتخب فرمایا اور انہیں ہی خاص طور پر کیوں مخاطب کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ مولوی منظور احمد صاحب کہیں گے کہ چونکہ وہ جماعت کے امام ہیں اور ان کے ساتھ فیصلہ ساری جماعت پر حجت ہوگا اسلئے "بندہ نے اتمام حجت کے لئے موجودہ خلیفہ محمود احمد کو دعوتِ مباہلہ دی" مگر کیا یہ انصاف کا تقاضا نہ تھا کہ مولوی صاحب موصوف اپنی پوزیشن بھی واضح کر دیتے کہ وہ بھی کسی جماعت کے امام ہیں اور کیا ان کے ساتھ جماعت احمدیہ کا فیصلہ بھی کسی دوسرے فرقے پر حجت ہوگا؟ اگر ایسا نہیں ہے تو واضح ہے کہ مباہلہ ایسے سنجیدہ اور خالص روحانی معاملہ میں بھی یہ لوگ دنیا دارانہ ہوشیاری برت کر سستی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پس اوّل تو مولوی منظور احمد صاحب کو اس دعوت

سلہ [illegible]

کے لئے کسی فرقہ کے امام اور اس کی جماعت کو پیش کرنا چاہیئے اگر اور نہیں تو کم از کم وہ جناب مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی طرف سے ہی بطور نمائندہ پیش ہوں۔ اگر جناب مولانا مودودی صاحب مولوی منظور احمد صاحب کے متعلق یہ اعلان شائع فرمادیں کہ ان کے ساتھ جو فیصلہ ہوگا وہ ان کی جماعتِ اسلامی پر حجت ہوگا تو مولوی منظور احمد صاحب کو ان کے مطالبہ کے مطابق "قبولِ دعوت" اور تصفیہ شرائط کے لئے وقت و مقام کا تعین کرکے فوراً اطلاع دی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر یہ صورت نہ ہو اور مولوی منظور احمد صاحب کسی کی نمائندگی نہ کرتے ہوں تو خدا ترس اصحاب غور فرمائیں کہ مولوی صاحب کا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دعوت دینا کیا معنی رکھتا ہے؟" (الفضل ۲۰؍ مارچ ۱۹۵۶ء)

(۲)

مؤثر اور فیصلہ کن مباہلہ کی صورت

اور

مولوی منظور احمد صاحب کا اس سے گریز

ہمارے اس واضح اور سراسر منصفانہ جواب پر مولوی منظور احمد صاحب نے عارضی خاموشی اختیار کی البتہ کچھ مہینوں کے بعد اپنے ایک اشتہار "دعوتِ مباہلہ" میں لکھا کہ:-

> "میرے دوستو! میری دعوت کا مقصد حق و باطل کو واضح کرنا ہے۔ میں نہ اپنی پوزیشن کو واضح کرنا چاہتا ہوں اور نہ ہی شہرت کا طالب ہوں۔"

نیز لکھا کہ:-

> "میری دعوت مباہلہ روز روز کے جھگڑے کو ختم کرنے اور اتمامِ حجت کے لئے ہے۔"

مولوی صاحب کے اس اشتہار کے جواب میں ہم نے بروقت اور واضح طور پر شائع کیا کہ:-

> (۱) "خدارا ذرا غور تو کریں کہ جب آپ کسی جماعت کے امام نہیں اور آپ پر مباہلہ کا جو اثر ہو وہ کسی فرقہ پر حجت نہیں تو اس سے روز روز کے جھگڑے کس طرح ختم ہوں گے اور کن لوگوں پر اتمام حجت ہوگی؟"
>
> (۲) "مباہلہ کو ایسے روز روز کے جھگڑوں کو ختم کرنے والا اور اتمام حجت کا ذریعہ بنانا تبھی ممکن ہے کہ آپ یا کسی جماعت کے امام ہوں یا کسی فرقہ کے نمائندہ ہوں تا آپ پر مباہلہ کے بعد الٰہی گرفت ان لوگوں کیلئے ہدایت کا موجب ہو سکے۔ اسلئے ہم

پُرزور اعلان کرتے ہیں کہ اگر مولوی منظور احمد صاحب اپنی دعوتِ مباہلہ میں سنجیدہ ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ روز روز کے جھگڑے ختم ہوں اور اتمامِ حجت ہو تو وہ بتائیں کہ وہ کس جماعت کے امام ہیں اور کونسا فرقہ ان پر مباہلہ کے اثر کو اپنے برخلاف حجت تسلیم کرتا ہے۔ اگر کوئی نہیں تو پھر مولوی منظور احمد صاحب شہرت طلبی کے لئے کوئی اور طریق اختیار کریں۔" (الفضل ۲۰؍جنوری ۱۹۵۷ء)

(۳)

مسنون مباہلہ کیلئے جماعت لازمی ہے

مولوی منظور احمد صاحب نے ان واضح بیانات کے جواب میں صحیح طریق اختیار کرنے کی بجائے ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳۲۴ کی عبارت سے جو مدعیانِ الہام کیلئے تھی غلط استدلال کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:۔

"مرزا صاحب نے حق و باطل کے امتیاز کے لئے کسی بڑی جماعت اور کسی ممتاز ہستی کی قید نہیں لگائی۔"

(ٹریکٹ دعوت مباہلہ صفحہ ۸)

اس کے جواب میں ہم نے لکھا کہ:۔

"اس جگہ (ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳۲۴ پر) مخالفین کے اس طبقہ کا ذکر ہے جو مدعیانِ الہام ہیں اور اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر پیش کرتے ہیں۔ مولوی منظور احمد صاحب نے ابھی تک اپنے آپ کو مدعیٔ الہام قرار نہیں دیا اسلئے ان کا اس عبارت سے اپنے لئے استدلال کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ مولوی منظور احمد صاحب میں اگر جرأت ہے تو اپنے مدعیٔ الہام ہونے کا اعلان کر کے اپنے الہامات شائع کریں اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشہ دیکھیں۔ کیا وہ ایسا کر سکتے ہیں؟"

(الفضل ۲۰؍جنوری ۵۷ء)

پھر ہم نے مولوی منظور احمد صاحب کے اس غلط استدلال کی مزید تردید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذیل کی واضح عبارات پیش کیں۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "مباہلہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں منجانب اللہ تجویز کیا گیا تھا وہ کفار و نصاریٰ کی ایک جماعت کے ساتھ تھا جو نجران کے معزز اور مشہور نصرانی تھے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۱ صفحہ ۱۹۲ اشتہار ۱۱؍فروری ۱۸۹۱ء)

(۲) "مسنون طریقہ مباہلہ کا یہی ہے کہ دونوں طرف سے جماعتیں ہوں۔ اگر جماعت سے کسی کو بے نیازی حاصل ہوتی تو اس کے اوّل مستحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ یہ کیا انصاف کی بات ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مباہلہ کے لئے جماعت کے محتاج ٹھہرائے جائیں اور میاں عبد الحق اکیلے کافی ہوں۔ عجیب بات ہے کہ مباہلہ کے لئے

تو دوڑتے ہیں اور پہلے ہی قدم میں
فرمودۂ خدا اور رسول کو چھوڑتے ہیں
اور اگر کوئی جماعت ساتھ ہے تو
بذریعہ اشتہار اس کا نام لینا چاہئیے۔"
(اشتہار ۲ر اپریل ۱۸۹۱ء)

(۴)

جماعت احمدیہ کی طرف سے فیصلہ کن مباہلہ کیلئے آمادگی

اس لاجواب جواب سے مولوی صاحب کے اس دعویٰ کی قلعی بھی کھل گئی کہ انہوں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی کتب کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ مباہلہ کے لئے مسنون طریق یہی ہے کہ دونوں طرف سے جماعتیں ہوں گی۔

ہم نے ۵۶ء و ۵۸ء میں مولوی منظور احمد صاحب پر اتمام حجت کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا تھا کہ:-

"مولوی منظور احمد صاحب کو علم ہے
کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی
ایدہ اللہ بنصرہ لمبے عرصہ سے بیمار ہیں اور
ڈاکٹری مشورہ کے مطابق آپ زیادہ کام
نہیں کر سکتے تاہم مولوی صاحب مطمئن
رہیں کہ اگر انہوں نے شریعت کے
مطابق مباہلہ پر آمادگی ظاہر کی تو
حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ
بنصرہ اپنی طرف سے باقاعدہ نمائندہ
یا نمائندے مقرر فرمائیں گے اور دنیا
پر ایک مرتبہ اور کھل جائے گا کہ احمدیت
خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے
یہ کسی انسان کا کاروبار نہیں خدا تعالیٰ
اس کا محافظ ہے اور وہی اس
جماعت کا حامی و ناصر ہے اور اس
جماعت کی ترقی محض اسی کے فضل اور
رحم سے ہو رہی ہے۔"
(الفضل ۲۰ر مارچ ۵۶ء)

(۵)

مولوی منظور احمد صاحب کا سراسر غلط رویّہ

جماعت احمدیہ کے آرگن الفضل میں ان ذمہ دارانہ واضح اعلانات کے بعد مولوی منظور احمد صاحب کا فرض تھا کہ وہ فیصلہ کن مباہلہ اور اتمام حجت کے لئے ثابت کرتے کہ:-

(۱) آیا وہ کسی جماعت کے امام و پیشوا ہیں ؟
(۲) ان پر مباہلہ کا اثر کس فرقہ پر حجت ہوگا ؟
(۳) کیا کم از کم جماعت اسلامی ان کو اپنا نمائندہ تسلیم کرتی ہے۔
(۴) کونسی جماعت ان کے ساتھ ہے ؟

لیکن ناظرین حیران ہوں گے کہ ہمارے مطالبات کے جواب سے سراسر عاجز رہ کر مولوی منظور احمد صاحب نے چار پانچ سال تک خاموشی اختیار کئے رکھی مگر اب جبکہ ملکی حالات کا تقاضا خاص طور پر باہمی اتحاد تھا انہوں نے پھر آخر دسمبر ۶۱ء میں ایک اشتہار "دعوت مباہلہ کا آخری چیلنج" کے عنوان سے شائع کر دیا اور اس میں پھر لکھ دیا کہ:-

"اگر مرزا بشیر الدین محمود احمد اپنے ابّا کو
اپنے خود ساختہ دعاوی میں صادق سمجھتا ہے

تو اُسے یہ چیلنج قبول کر لینا چاہیئے۔"

خدا ترس قارئین سے اپیل ہے کہ وہ مولوی صاحب کی زبان کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کے اس طریق پر غور فرمائیں کہ وہ جماعت احمدیہ کے امام یا اس کے مقرر کردہ نمائندگان سے مباہلہ چاہتے ہیں مگر دوسری طرف نہ کسی فرقہ کے امام کو پیش کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے آپ کو کسی فرقہ کا نمائندہ ثابت کرتے ہیں بلکہ اس بات کا ذکر تک نہیں کرتے۔ کیا مولوی صاحب گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنے پروپیگنڈے کے نار وا طریق سے حق کو باطل ثابت کر سکیں گے؟ انشاء اللہ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

ہم اپنے وطن عزیز کے موجودہ حالات میں مسلمان کہلانے والوں میں ایسے مقابلے مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ اس وقت اتحاد و اتفاق کی اشد ضرورت ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ احمدیت کے معاندین حالات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے چیلنج کریں اور صحیح اسلامی طریق پر اسے منظور نہ کیا جائے اسلئے ہم **مولوی منظور احمد صاحب کا چیلنج منظور کرتے ہیں**۔ اور جہاں تک گورنمنٹ کے انتظامی قوانین کا تعلق ہے اجازت وغیرہ حاصل کرنا چیلنج دہندہ کے ذمہ ہوگا۔

(۶)

انفرادی مباہلہ سے مولوی منظور احمد صاحب کا کھلا فرار

ناظرین کرام! مولوی منظور احمد صاحب پر ایک اور طریق سے ان کے مسلمات کے مطابق بھی حجت تمام ہو چکی ہے۔ وہ محض ایک فرد ہو کر جماعتی مباہلہ کے لئے جماعت کے امام کو دعوت دے رہے ہیں لیکن دوسری طرف یہ واقعہ ہے کہ قریباً چار سال سے جماعت احمدیہ چنیوٹ کے صدر کی طرف سے مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ مولوی منظور احمد صاحب کو بالمقابل دعوتِ مباہلہ دی جا چکی ہے لیکن مولوی صاحب کو جرأت نہیں ہوئی کہ اس اشتہار کے مطابق ان سے مباہلہ کریں۔ کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے صدر جماعت احمدیہ چنیوٹ کی دعوت پر مباہلہ کیوں نہیں کیا؟

پھر ابھی کل کی بات ہے کہ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۶۱ء کو مولوی منظور احمد صاحب چک منگلا ضلع سرگودھا گئے تھے اور انہوں نے وہاں دعوتِ مباہلہ کا ذکر کیا لیکن افرادِ جماعت کے مباہلہ کے لئے حاضر ہو جانے پر بالکل خاموش ہو کر واپس چنیوٹ پہنچ گئے۔ چنانچہ مربی سلسلہ احمدیہ مولوی عزیز الرحمٰن صاحب فاضل تحریر فرماتے ہیں:-

"مورخہ ۲۱/۱۲/۶۱ کو مولوی منظور احمد صاحب جامعہ عربیہ چنیوٹ چک منگلا میں وارد ہوئے اور اپنا چیلنج دعوتِ مباہلہ اپنی ایک تقریر کے دوران پیش کیا اور جماعت احمدیہ منگلا کو مباہلہ کے لئے دعوت دی۔ اس پر خاکسار عزیز الرحمان مولوی فاضل مربی سلسلہ احمدیہ اور چند احباب جماعت مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں اُن کے جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ اور اسی وقت مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان کیا اور اُن سے کہا کہ آپ اسی جگہ مباہلہ کر کے جائیں۔ لیکن **مولوی منظور احمد صاحب دم بخود ہو گئے اور وہ مباہلہ پر آمادہ نہ ہوئے** بلکہ ان کو منگلا لانے والے اصحاب نے صاف کہہ دیا کہ ہم مباہلہ نہیں کریں گے۔ اگر مولوی صاحب کا چیلنج سنجیدگی پر مبنی ہوتا اور سستی شہرت حاصل

کرنا ان کا مقصد نہ ہوتا تو جب ہم مباہلہ کے لئے تیار ہو کر آگئے تھے تو انہیں اس سے فرار نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

عزیز الرحمان منگلا مربی سلسلہ عالیہ ۲۱/۱ "

ہم مولوی منظور احمد صاحب سے پوچھتے ہیں کہ انہوں نے چک منگلا میں مباہلہ کیوں نہیں کیا؟ نیز یہ بتائیں کہ کیا ان کا صدر جماعت احمدیہ چنیوٹ اور افراد جماعت چک منگلا سے مباہلہ نہ کرنا ان کے گریز اور انکی شکست پر دلیل نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

اگر مولوی صاحب کہیں کہ میں نے ان لوگوں سے مباہلہ اسلئے نہیں کیا کہ یہ ساری جماعت پر حجت نہیں ہو سکتا تو کیا ہم یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ اسی طرح حضرت امام جماعت احمدیہ یا ان کے نمائندگان کا محض مولوی منظور احمد سے مباہلہ کرنا مسلمانوں کے کسی فرقہ پر حجت نہیں ہو سکتا اسلئے نمائندہ مباہلہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی فرقہ کے امام سے یا کسی فرقہ کے نمائندگان سے ہو تا اس فرقہ پر اتمام حجت ہو سکے۔ مباہلہ کوئی کھیل نہیں نہایت سنجیدہ شرعی معاملہ ہے۔

(۷)

اتمام حجت کے لئے مباہلہ کی دعوت منظور ہے

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ مولوی منظور احمد صاحب مباہلہ کی دعوت کے اشتہار چھاپنے میں ہرگز سنجیدہ نہیں وہ محض دوسرے مولویوں سے اپنے آپ کو ذرا ممتاز ثابت کرنے کے لئے یہ غلط دھندا اختیار کئے ہوئے ہیں ورنہ انہیں چاہیئے تھا کہ صحیح طریق اختیار کرتے۔ ہم اس جگہ کھلے لفظوں میں ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ اتمام حجت کے لئے فیصلہ کن مباہلہ کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ مخالفین میں سے کسی فرقہ کے امام یا کسی فرقے کے نمائندے اگر تیار ہوں تو قرآنی شرائط کے مطابق ان سے مباہلہ ہو سکتا ہے۔ اگر مولوی منظور احمد صاحب میں ہمت ہے تو وہ کسی فرقہ کے امام کو مباہلہ کے لئے آمادہ کریں اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی فرقہ کے مسلّمہ نمائندگان کو میدان میں لائیں اور اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو کسی فرقہ کی طرف سے یہ اعلان شائع کرائیں کہ مولوی منظور احمد صاحب پر مباہلہ کا جو اثر ہوگا ہم اسکے پابند ہوں گے، وہ ہم پر حجت ہوگا۔ وہ ایسا اعلان کرائیں تو فوراً ان سے جماعت احمدیہ کے نمائندے مباہلہ کریں گے۔ کیا مولوی منظور احمد صاحب اس کے لئے تیار ہیں؟

درحقیقت مباہلہ انہی صورتوں میں مؤثر اور مفید ثابت ہو سکتا ہے اور یہی شریعت کا مسئلہ ہے اسلئے انہیں ترک نہیں کیا جا سکتا۔ مباہلہ کوئی کھیل نہیں بلکہ کامل اتمام حجت کے بعد جو خود مباہلہ کی لازمی شرط ہے فریقین اللہ تعالیٰ سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ کیا مولوی منظور احمد صاحب اسلام کے مقرر کردہ صحیح طریق پر مباہلہ کے لئے آمادہ ہیں یا یونہی اشتہار بازی سے عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالتے رہیں گے؟

وما علینا الا البلاغ المبین ۔

خاکسار

ابو العطاء جالندھری

۱۸ر جنوری ۶۲ء

عزائم

(جناب مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم۔)

شوق کی مشعل ہاتھ میں لے کر محفل محفل دیکھیں گے
جادہ جادہ رقص کریں گے محمل محمل دیکھیں گے

لاکھ چھپائیں پردوں میں وہ رعنائی کے رازوں کو
عارض عارض کھوجیں گے ہم کاکل کاکل دیکھیں گے

کوئی پہنچے یا نہ پہنچے کشتی اپنی رَو میں ہے
دریاؤں کو چیریں گے ہم ساحل ساحل دیکھیں گے

آہوں میں پرواز کریں گے گردوں کی پہناؤں تک
الفت کے میداں میں ہر اک مشکل مشکل دیکھیں گے

جل مرنے کی ٹھان کے ہم بھی طوف کرینگے شعلوں کا
پروانوں کے بھیس میں آ کر مشعل مشعل دیکھیں گے

چھپنے والے آخر تجھ کو پا کے رہیں گے دنیا میں
صحرا صحرا چھانیں گے ہم منزل منزل دیکھیں گے

"خیر مقدم امام زمان علیہ السلام"

{شیعہ صاحبان کی طرف سے شائع کردہ مستند زنجانی جنتری ۱۹۵۶ء کے صـ۲ پر عنوان بالا سے ذیل کی فارسی نظم شائع کی گئی تھی۔ جس میں ظہور امام مہدی علیہ السلام کے لئے انتہائی تمنا کی گئی ہے ہم اسے بجنسہٖ درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)}

السلام اے مطلعِ انوارِ ربّ العالمین — السلام اے مقطعِ ارشادِ ختم المرسلینؐ
السلام اے قائمِ آلِ محمدؐ السلام — اے محمدؐ بن حسنؑ اے مہدیؑ و ہادیٔ دین
اے مبشر در کتابِ آسمانی السلام — اے ز نورِ اوّلین و اے امامِ آخرین
اے کہ ملکوتِ زمین و آسمان در دستِ تست — اے شہید و شاہدی بر خلقِ عالم بالیقین
اے کہ دانی حشمت و کرّ و فرِ طاغوتیاں — اے کہ دانی سطوت و شور و شرِ کفارِ دین
اے کہ شنوی کوسِ لمن الملک را با بانگِ بلند — از محافظِ دشمناں محفوظ در حصنِ حصین
اے کہ بینی ملتِ اسلام در بیچارگی — بے ہمہ چیزِ جہاں جز طاعتِ مغرب زمین
مژدۂ وصلِ تو بعد از انتظارِ قرن ہا — حکمِ ابرِ رحمتے دادہ بر تشنہ زمین
پردہ برگیر از رخت تا عاشقاں گیرند جشن — بر ظہورِ با شکوہت اے مرادِ مسلمین
چہرہ بکشا تا بریزد چشمِ من لعل و گہر — در نثارِ مقدمت اے سرورِ دنیا و دین
نورت افشاں تا زداید ظلمتِ زنگارِ کفر — از جہاں ضوِ جبینت اے رخت ماہِ مبین
بزم آرا و بحال آور جنونِ عاشقاں — چہرہ بکشا و منوّر کن عیونِ مومنین
رزم آرا و بدہ تشکیل و ترتیبِ نظام — تیغ افشاں و بہم بر زن نظامِ مشرکین
امر فرما تا کہ دجلہ را نماید سرخ رو — موجِ خوں از نشہ رگِ دجّال و انصارِ لعین
پرچمت را اہتزاز اندر فضائے آسماں — لشکرت منصور بر دریا و بر روئے زمین
باز کن در ہائے عدل و دادِ دیں بر روئے خلق — باز کن تجدیدِ عہدِ صالحین و عابدین

خرّم آں روزے کہ بینم در حیاتِ مستعار
خاکِ پاکِ رہگزارِ تو دستِ تیر راجبین

حاصلِ مطالعہ

{اس عنوان کے ماتحت آپ کے مرسلہ وہ اقتباس شائع ہوتے ہیں جنہیں آپ اپنے مطالعہ کے دوران علمی اور تبلیغی رنگ میں مفید سمجھ کر مستند طور پر شائع کرانا چاہیں ـــــــــ (ایڈیٹر)}

(۱) خواجہ میر درد دہلوی اور مہدی موعودؑ

خواجہ محمد ناصر صاحب والد خواجہ میر درد صاحب دہلوی کا واقعہ ہے:-

"ایک بار آپ کو حجرہ کے اندر بیٹھے بیٹھے سات دن اور چھ راتیں گزر گئیں اور ساتویں رات بھی آدھی گزر چکی تھی جو موسم کی گرمی اور بھوک اور پیاس کی سختی سے آپ پر ضعف طاری ہوا۔ آپ کی طاقت نے جواب دیدیا۔ ناتوانی کے سبب آپ کی آنکھ جھپکی تھی کہ آپ نے دل اٹھا کر اپنے سراپا کو زدوکوب کرنا شروع کیا اسی حال میں وہ تاریک حجرہ غیر معمولی روشنی سے منور ہو گیا اور ایک نوجوان خورشید طلعت نے جو ایک حلہ بہشتی پہنے ہوئے اور جواہر نگار تاج سر پر دھرے ہوئے تھے خواجہ محمد ناصر کا وہ ہاتھ پکڑ لیا جس میں دل تھا اور ارشاد کیا۔ اسے محمد ناصر! یہ کیا جبر و ستم ہے جو تُو اپنے نفس پر کرتا ہے۔ تجھے معلوم نہیں کہ تُو ہمارا لختِ جگر ہے اور تیرے بدن کی چوٹیں ہمارے دل پر پڑتی ہیں اور تیری تکلیف اور اذیت ہمارے جدّ علیہ التحیۃ والثناء کو تکلیف اور اذیت پہنچاتی ہے۔ زنہار زنہار اب ایسا نہ کرنا۔ اور یہ محنت اور جفا تُو نے اپنے اوپر کیوں انگیزی ہے؟ خواجہ محمد ناصر صاحب یہ جلوہ دیکھ کر تھرّا گئے اور آپ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور صرف اس غرض سے کہ عرفانِ الٰہی حاصل ہو جائے گا اور خواجہ محمد ناصر صاحب کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور جو دولت آپ کے سینہ میں تھی وہ خواجہ محمد ناصر صاحب کے سینہ میں ڈال دی۔ اور پھر ان بزرگوار نے حجرہ میں بیٹھ کر خواجہ محمد ناصر صاحب کو بیعت بھی کیا جو مراد اولیاء اللہ برسوں کی ریاضت اور محنت سے پاتے ہیں وہ آن کی آن میں خواجہ محمد ناصر صاحب کو حاصل ہو گئی۔ خواجہ محمد ناصر نے حیران ہو کر عرض کی حضور اپنے نام مبارک سے اس ناچیز کو آگاہ فرمائیے۔ فرمایا میں حسن مجتبیٰ بن علی مرتضیٰ ہوں اور نانا جان نے مجھے خاص اسلئے تیرے پاس بھیجا تھا کہ میں تجھے معرفت اور ولایت سے مالا مال کر دوں۔ یہ ایک خاص نعمت تھی جو خانوادۂ نبوت نے تیرے واسطے محفوظ رکھی تھی۔ اس کی ابتدا تجھ پر ہوتی ہے اور انجام اس کا مہدی موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوگا۔" (کتاب "میخانہ درد" صفحہ ۲۵-۲۶ مصنفہ خواجہ سید ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی مطبوعہ جید برقی پریس دہلی)

——— (ابو العطاء جالندھری)

(۲) حضرت آدم شاعر تھے

"صاحب زین القصص اور ابن اثیر مصنف کامل التواریخ وغیرہ ناقل ہیں کہ جب ابنائے آدم میں عناد پھیلا اور قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا تو حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے بطور مرثیہ چند اشعار تصنیف فرمائے۔ اکثر شعراء کے کلام میں اس شعر گوئی کی تلمیح پائی جاتی ہے۔ مرزا صائب کہتے ہیں ؎

آنکہ اول شعر گفت آدم صفی اللہ بود
طبع موزوں حجت فرزندیٔ آدم بود

اور یہی بات خسرو دہلوی کے کلام سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ کما قال ؎

ما ہمہ در اصل شاعر زادہ ایم
دل بایں محنت نہ از خود دادہ ایم

(قواعد العروض صفحہ ۱۰-۱۱ مطبوعہ ۱۸۸۰ء تصنیف عمدۃ المحققین قدوۃ المدققین استاذنا جناب منشی سید غلام حسنین صاحب قدر بلگرامی مایہ و بساط حضرت غالب دہلوی)

——— (مرسلہ محمد اعظم اکسیر)

(۳) عربوں کی سائنسی ترقی

جناب پنڈت جواہر لعل نہرو اپنی مشہور تصنیف "تواریخ عالم کی جھلکیاں" میں لکھتے ہیں:-

"قدیم مصریوں، چینیوں اور ہندوستانیوں میں ہم سائنس کا ضابطہ نہیں پاتے۔ قدیم یونانیوں میں یہ طریق کسی قدر رائج تھا لیکن روما میں اس کا فقدان تھا۔ اس کے برعکس عربوں میں تحقیق کا سائنٹفک طریق رواج پذیر تھا۔ پس ان کو موجودہ سائنس کے اجداد کہا جاسکتا ہے۔

. . . . . کاغذ سازی عربوں نے چینیوں سے سیکھی اور جو علوم انہوں نے دوسروں سے سیکھے ان پر بنیاد رکھ کر انہوں نے خود بھی تحقیق کی اور بہت سی اہم ایجادات کیں۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے دوربین تیار کی۔ اور جہاز کی کمپاس بنائی۔ طبابت میں عرب طبیب اور سرجن تمام یورپ میں مشہور تھے۔ جرابیں پہننے کی عادت پہلے پہل بغداد کے امراء میں شروع ہوئی۔ ان کو موزہ (Mozza) کہا جاتا تھا اور ہندوستانی لفظ بھی اسی سے اخذ کیا گیا ہے۔ اسی طرح فرانسیسی لفظ Chemise بھی قمیص سے لیا گیا ہے یہ دونو الفاظ عربوں سے قسطنطنیہ کے بازنطینیوں کے استعمال میں آئے اور وہاں سے یورپ گئے۔" (صفحہ ۱۵۲)

——— (مرسلہ برکات احمد راجیکی بی۔اے)

(۴) موسیٰ علیہ السلام کا علماء و فضلاء سے کسب فیض

ہفت روزہ اخبار نصرت (اکتوبر ۱۹۵۹ء دوسرے ہفتہ میں) زیر عنوان "موسیٰ اور فرعون" رحمت اللہ طارق

سیاح بلادِ عربیہ نے لکھا ہے کہ :-

"جب موسیٰ فرعون کے محلات میں شہزادوں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے تو آپ کو حسب ذیل علماء اور نامور فضلاء سے کسبِ فیض کا موقع ملا۔

(۱) مُنقن رع (۲) یان بو (۳) مجمع البحرین صوبے کے گورنر اور شاہی درسگاہ "بیت الحیات" کے پرنسپل (جسے خواجہ خضر کہا جاتا ہے) (۴) درباری شاعر پنطورد (۵) مجود (۶) ممیس شہر کی شاہی لائبریری کا منتظم اعلیٰ آمن آن (۷) جورع۔ (۸) اِتا (۹) تاگابو (۱۰) بکن تپاہ (۱۱) مرام البط (۱۲) سرپتاح (۱۳) آمن ام آپی اور (۱۴) آمن نابو وغیرہ وغیرہ" (مرسلہ (خان) محمد سلیمان خان قائد مجلس خدام الاحمدیہ بہاولپور شہر)

(۵) خواب کی بات کا ظاہری اثر

بحوالہ طبقات سبکی جلد ۴ صفحہ ۱۱۳ :-

"اور ہمارے زمانے میں ایک شخص امام غزالیؒ کو بُرا سمجھتا تھا اور ان کی بُرائی کرتا اور شہروں میں ان کی عیب جوئی کرتا تو اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ کے دونوں جانبین حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بیٹھے اور آپ کے سامنے امام غزالیؒ تشریف فرما تھے۔ اور امام غزالیؒ دربارِ مصطفیٰ میں درخواست پیش کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ یہ شخص میرے متعلق باتیں بناتا ہے اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوڑے مارنے والے کو بلاؤ (جب وہ حاضر ہوا تو) آپ نے حکم جاری فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے جائیں۔ تو وہ شخص (عیب نکالنے والا) کوڑے مارا گیا امام غزالیؒ کے سبب۔ اور یہ آدمی نیند سے کھڑا ہوا اور کوڑے مارنے والے نے جو کوڑے مارے تھے اس کے نشانات اس کی پشت پر موجود تھے اور وہ شخص ہمیشہ روتا رہتا اور لوگوں کو یہی واقعہ بیان کرتا رہتا۔" (کتاب معیارِ حنفیت صفحہ ۷۱ مصنفہ محمد عمر اچھرہ لاہور)

اصل عربی عبارت یہ ہے :-

وكان في زماننا شخصٌ يكره الغزاليؒ يذمّه ويستعيبه في الديار المصرية فرأى النبيّ في المنام وابا بكرٍ وعمرَ بجانبه والغزالي جالس بين يديه وهو يقول يا رسول الله هذا يتكلم فيّ واتى النبيّ قال هاتوا السّياط وامر به نضرب لاجل الغزاليؒ وقام هذا الرجل من النوم واثر السّياط على ظهره ولم يزل كان يبكي ويحكيه للناس"

(مرسلہ صوفی علی محمد معلم وقف جدید)

(۶) ختمِ نبوّت کا مفہوم

ماہنامہ "الجامعہ" جھنگ بابت ماہ نومبر دسمبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے :-

"ختمِ نبوّت سے مراد قطعِ نبوّت یا انقطاعِ رسالت نہیں بلکہ تکمیلِ نبوّت و ابدیتِ رسالت ہے یعنی نبوّت اس کارگہِ حیات میں اپنے تمام ارتقائی منازل طے کر کے جس نقطۂ عروج پر

پہنچی اس کا نام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یعنے عالم تکوین و تشریح میں جتنے کمالات ماسوائے ربوبیت و الوہیت ہو سکتے تھے سب کا خاتمہ حضرت نبی کریم صلعم پر ہو گیا۔"

(مرسلہ نذیر احمد خادم گھٹیالیاں)

(۷) کسی مسلم کو غیر مسلم قرار دینا

اخبار "نوائے وقت" لاہور جلد ۱۱ شمارہ ۳۱۲ مورخہ ۱۲ر نومبر ۱۹۶۱ء زیر عنوان "تاثرات" مُلّا واحدی رقمطراز ہیں :-

"کسی غیر مسلم کے متعلق اس قسم کا گمان کرنا کہ اس نے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کیا، ورنہ وہ دل سے مسلمان تھا۔ اگرچہ فعل عبث ہے لیکن یہ گمان جرم نہیں سمجھا جا سکتا۔ برخلاف ازیں کسی مسلم کو غیر مسلم قرار دینا بڑی احتیاط چاہتا ہے۔ کوئی واقعتاً تو مسلم ہے اور میں نے اُسے غیر مسلم بنا ڈالا تو اندیشہ ہے کہ اللہ کہیں مجھے ہی غیر مسلموں کی فہرست میں نہ لکھ لے۔"

(مرسلہ عبد الرحمن دہلوی)

(۸) گرنتھ صاحب کی صحت میں پیچیدگیاں اور سکھ محققین

ستر برس پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے تحریر فرمایا تھا کہ :-

"اس کو کون نہیں جانتا کہ موجودہ گرنتھ کی صحت کے بارہ میں بہت سی پیچیدگیاں اور دقتیں واقع ہو گئی ہیں اور وہ تمام اشعار دو تین سو برس تک ایک پوشیدگی کے گہرے پانی میں غوطہ لگانے کے بعد پھر ایسے زمانہ میں ظاہر ہوئے جس میں سکھ صاحبان کے اصل مذہب کا رنگ بدل چکا تھا اور وہ اپنی اس حالت میں اس قسم کے شعر ہرگز جمع نہیں کر سکتے تھے جن میں باوا صاحب کے مسلمان ہونے کی تصریحات تھیں اور ایسے بے ثبوت اور بے سند طور پر وہ جمع کئے گئے ہیں کہ جن میں جعلسازوں کو بہت کچھ خلط ملط کرنے کا موقع تھا۔ گو روا رجن داس صاحب کی گو کیسی ہی نیک نیتی ہو مگر جن لوگوں کی زبانی وہ جمع کئے گئے تھے ان کی درایت اور روایت ہرگز قابل اعتماد نہیں۔" (ست بچن صفحہ ۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس نظریہ کو تسلیم کرنے پر سکھ محققین بھی مجبور ہو گئے ہیں چنانچہ جناب سردار جی بی سنگھ ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر جنرل جو گوروگرنتھ صاحب کے ایک بہت بڑے محقق گذرے ہیں لکھتے ہیں :-

"ਇਹ ਸੰਭਾਵਨਾ ਬਣੀ ਰਹੀ
ਕਿ ਕੋਈ ਬਾਣੀ ਜੋ ਸਤਿਗੁਰੂ
ਸਾਹਿਬ ਇਸ ਅਨੇਕ ਰਚਨ ਤੇ
ਗਏ ਹੋਣ, ਜੋ ਅਸਲ ਵਿਚ
ਗੁਰੂ ਨਾਨਕ ਸਾਹਿਬ ਦੇ ਆਪਣੇ
ਨਾ ਹੋਣ; ਅਤੇ ਇਹ ਸ਼ੰਕਾ
ਭਾਵੇਂ ਕਾਫੀ ਸੋਚ ਕੀਆਂ ਪੋਥੀਆਂ
ਵਿਚੋਂ ਲਏ ਹੋਣ ਤੇ ਭਾਵੇਂ
ਜ਼ਬਾਨੋਂ ਇਕੱਠੇ ਕੀਤੇ ਹੋਣ।
ਇਹ ਸ਼ੱਕ ਉਠਣਾ ਕਿ ਗੁਰੂ
ਅਰਜਨ ਦੇਵ ਪਾਸ ਗੁਰੂ

(جاری ہے)

شراب نوشی

(از جناب مولوی نور الحق صاحب انور مبلغ کینیا کالونی)

—— یہ تقریر کینیا براڈ کاسٹنگ سٹیشن نیروبی سے ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو نشر کی گئی —— (ایڈیٹر)

انسان کی زندگی اور اس کے بقاء کے لئے خوراک اور کھانا ایک ضروری چیز ہے۔ بغیر کھائے پیئے وہ چند دن بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ بن خوراک کے اس کی وہ قوت اور طاقت جو اس کے زندہ رہنے اور کام کرنے کے لئے ضروری ہے قائم نہیں رہ سکتی۔ اسلئے ہر قانون نے خواہ وہ مذہبی ہو یا دنیاوی خوراک ان بنیادی ضروریات میں سے رکھی ہے جو انسان کا پیدائشی حق ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو اس کی پیدائش سے قبل اس کے سامان مہیا فرما دیئے۔ انسانی بچہ پیدا ہوتے ہی شیریں، پاک اور صاف دودھ کے دو لبالب بھرے ہوئے پیالے موجود پاتا ہے کیونکہ خوراک اس کا پیدائشی اور بنیادی حق ہے اور قدرت نے اس کے لئے تمام وسیلے مہیا کر رکھے ہیں۔ ہاں انسان کے لئے یہ ضرور سوچنے والی بات ہے کہ اسے کس قسم کی غذا استعمال کرنی چاہیئے کیونکہ کھانے پینے کا اثر نہ صرف انسان کے جسم پر پڑتا ہے بلکہ اس کی صحت، دل و دماغ، سوچ بچار، عادات، خیالات اور روح پر بھی پڑتا ہے۔ اس لئے ایک انسان کو اپنی خداداد عقل استعمال کر کے خوب دیکھ لینا چاہیئے کہ کونسی خوراک اس کے لئے مفید ہے اور کونسی مضر۔ وہ صرف ایسی ہی چیزیں کھائے جو اس کی تندرستی، صحت، جسم اور دل و دماغ پر اچھا اثر ڈالنے والی ہوں۔ تاکہ اس خوراک سے پیدا ہونے والا خون بھی عمدہ، صالح اور پاک و صاف ہو اور اس کے نتیجہ میں اس کی سوچ بچار، غور و فکر اور خیالات بھی پاکیزہ ہوں جن کا اثر اس کے شائستہ اور پسندیدہ اخلاق اور عادات و اطوار پر بھی ہو۔ ورنہ اگر انسان بھی بلا سوچے سمجھے ہر چیز پر منہ مارتا چلا جائے تو اس میں اور حیوان میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ اس کی عقل بے فائدہ ہوگی جو اسے دوسرے حیوانوں سے ممتاز کرتی ہے اور اسے حیوان سے انسان بناتی ہے۔ حیوان بلا سوچے سمجھے ہر ہری چیز چرتا جاتا ہے لیکن انسان ایسا نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ اچھی غذا ہی اس کے جسم و روح پر اچھا اثر ڈالتی ہے اور اسے طاقت و توانائی بخشتی ہے اور ایک بُری غذا اس کے نظام جسمانی کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے کیونکہ خوراک کا اثر لازماً جسم و صحت انسانی پر ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح ایک ڈاکٹر کی دوائی خوراک کے رنگ میں اچھا یا بُرا اثر پیدا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن شریف میں یہ ہدایت کی گئی ہے:۔

کلوا من الطیبات و اعملوا صالحاً

اے لوگو تم پوتر و پاک بھوجن کرو، اچھی اور صاف چیزیں کھاؤ پیو۔ تاکہ اس کے نتیجہ میں تمہارا کردار اور تمہارے اعمال بھی اچھے ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اچھے کھانے پینے

کا اثر انسان کے خیالات اور اس کے کاموں پر بھی پڑتا ہے اور قرآن شریف نے ضروری قرار دیا ہے کہ انسان کھانے پینے میں بہت احتیاط برتے تاکہ وہ دنیا میں اچھے کام کر سکے۔ قرآن شریف اور اسلام کی یہ تعلیم کتنی پاکیزہ اور پوتر ہے۔ اگر اسی ایک بات پر دنیا کے لوگ عمل شروع کر دیں تو دنیا امن، سلامتی، شانتی اور چین کا گہوارہ بن سکتی ہے اور اس بے چین دنیا کو سُکھ کا سانس آسکتا ہے۔

ایک اور پہلو کے لحاظ سے بھی انسان کو کھانے پینے کی چیزوں میں احتیاط کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ انسان فطرت اور نیچر کے لحاظ سے مدنی الطبع اور سوشل واقع ہوا ہے۔ وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے۔ رشتہ داریاں تعلقات اور محبت والفت کی زنجیریں انسانوں کو باہم پیوست کئے ہوئے ہیں۔ یہ تعلقات محبت اتنے مضبوط ہوتے ہیں کہ بسا اوقات ایک انسان کا سارا سُکھ چین رخصت ہو جاتا ہے اگر اسے اپنے ہم جنسوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ انسان کا لفظ ہی بتاتا ہے کہ اُنس و محبّت پیار و پریم اسکی غذا ہے۔ عربی میں انسان کے معنے ہیں محبّت و پریم۔ یعنی انسان اسی لئے انسان کہلاتا ہے کہ وہ دوسرے کو دیکھ کر چین و آرام پاتا ہے۔ تمام لوگ پریم کے موتی ہیں جو پیار کی لڑیوں میں پروئے ہوئے ہیں۔ اگر یہ پریم نہ ہو تو انسان انسان نہیں کہلاتا۔ گویا انسان کی طبیعت میں طبعی طور پر تہذیب، تمدن، سوشلزم اور بھائی چارے کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے انسان کو کھانے پینے کی اشیاء میں کوئی ایسی چیز استعمال نہ کرنی چاہیئے جو اس باہمی پیار و محبّت اور پریم میں رخنہ انداز ہو اور دوسرے انسانوں کیلئے تکلیف اور دُکھ کا موجب ہو۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم شراب خوری کے سوال کو لیتے ہیں تو سب سے پہلی چیز ہمیں یہ معلوم ہوتی ہے کہ شراب انسانی صحت اور اس کے جسم کے لئے انتہائی مضر اور نقصان دہ ہے۔ اس کے استعمال سے معدہ، جگر، دل، دماغ اور تمام اعضائے رئیسہ خراب ہو جاتے ہیں۔ شراب کا سرور اور کیف تو بالکل عارضی اور وقتی ہوتا ہے لیکن اس کا دل و دماغ، جگر، اعضائے رئیسہ پر مستقل اور دائمی نقصان دہ اثر ہوتا ہے پس کتنی ہی بیوقوفی ہو گی کہ دم بھر کی موہومہ خوشی سرور یا کیف کے لئے انسان دائمی اور مستقل مصیبت، روگ، دُکھ اور تکلیف مول لے لے شراب کے متعلق عالمگیر رائے یہ ہے:۔

"الکحل یعنی شراب اور نشہ آور چیزیں Protoplasm یعنی اس جھلّی نما مادۂ حیات کے لئے Tessa Cells کا جزو لاینفک ہے ایک زہر قاتل ہے۔ جاندار اعضا پر یہ زہریلا اثر شراب کے نرم ترین مرکب کے استعمال سے بآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ بیماری کی پیدائش میں الکحل کا زبردست دخل ہوتا ہے۔ تمام بیماروں میں شراب خود بدترین بیمار ہوتا ہے وبائیں بھی شراب خوروں پر ہی زیادہ تباہی ڈھاتی ہیں۔ شراب نوشی سے بیماری کی تابِ مقابلہ، زخم اور تھکان کے مقابلہ کی قوت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ بدعادت عمر کی رسّی کو بھی چھوٹا کر دیتی ہے۔ انگریزی لائف انشورنس کمپنیاں اسی نتیجہ پر پہنچی ہیں کہ شراب خوروں کی نسبت شراب نہ پینے والے دگنی عمر پاتے ہیں۔ پھر شراب خوری اور جرم کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں۔ کہ قبیح اور خطرناک جرائم کرنے والے پچیس سے اسّی فیصدی تک شراب خور ہی ہوتے ہیں۔ مختلف ممالک میں شراب خوری کی ترقی خودکشی کی وارداتوں میں زیادتی کا موجب ہوتی

ہے " (ہیوش انسائیکلو پیڈیا)

شراب کا اثر ایک انسان کی اپنی صحت پر ہی نہیں پڑتا بلکہ شراب خور کی آئندہ نسل بھی مختلف روگوں اور بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ ایسی خطرناک بیماریاں جو نسل در نسل چلتی ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا والے کہتے ہیں:-

"شراب کا بد اثر شرابی کی اولاد پر بہت گہرا ہوتا ہے۔ مرگی، جنون، پاگل پن اور اسی قسم کی دوسری جسمانی، دماغی اور اخلاقی خرابیاں اور بیماریاں شراب نوشوں کی اولاد میں عام ہوتی ہیں"

انسان کے دل و دماغ پر شراب جس بُرے طور پر اثر انداز ہوتی ہے اس کے لئے صرف اتنی عام فہم بات کافی ہے کہ جن کاموں میں سنجیدگی اور عقل و ہوش کی ضرورت ہے وہاں شراب کا استعمال جائز قرار نہیں دیا جاتا۔ سکول روم، ریسرچ کی لیبارٹری، پارلیمنٹ بلڈنگ اور سینٹ روم میں شراب نوشی کی قطعی ممانعت ہوتی ہے۔ ہوائی پرواز کے وقت جہازوں کے پائلٹ اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ دراصل شراب ذہن و عقل کو کند کرنے والی، ہوش و حواس کو رخصت کرنے والی اور سمجھ بوجھ سے عاری کرنے والی چیز ہے۔ ایک موقعہ پر دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک امریکہ نے شراب کو قانوناً بند کر دیا تھا۔ باوجودیکہ وہاں کے لوگ صدیوں سے اس کے عادی تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض نقائص کی وجہ سے اس قانون کو نرم کر دیا گیا لیکن امریکہ کا اس قسم کا قانون پاس کرنا بتاتا ہے کہ مہذب اور ترقی یافتہ ممالک شراب کو تمدنی اور اخلاقی لحاظ سے اچھا نہیں گردانتے۔ پاکستان اور بعض دوسرے ممالک میں بھی قانونی طور پر شراب منع ہے۔ وزیراعظم نائیجیریا سر ابوبکر کا شراب کے خلاف بیان دنیا بڑی تعریف اور رہنما کا مرکز بنا ہوا ہے۔ ہمارے یہاں کینیا کا سمجھدار طبقہ بھی اسی طرف مائل ہے کہ شراب لوگوں کے لئے نقصان دہ اور قومی و ملکی مفاد کے خلاف ہے۔ مسٹر جوموکنیاٹا اور دوسرے افریقن لیڈر اسی رائے کے حامی ہیں۔

مذہبی دنیا میں بھی شراب نوشی کی ممانعت ہے کیونکہ یہ انسان کے جسم و روح دونوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ عیسائیوں کی مقدس کتاب بائیبل میں لکھا ہے کہ شراب انسان کو متوالا بناتی ہے۔ قرآن شریف میں شراب کے متعلق کہا گیا ہے:-

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

کہ یہ ایک ناپاک اور نقصان دہ چیز ہے اور انسان جسمانی طور پر اس سے تکلیف میں پڑ جاتا ہے۔ اِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ۔ اس سے انسان کی اخلاقی اور روحانی قدریں بھی تباہ ہو جاتی ہیں۔ آپس میں عداوت، دشمنی، کینہ، کدورت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ عبادت، پارسائی اور گیان دھیان کی باتوں سے غفلت پیدا ہوتی ہے اسلئے اس سے پورے طور پر علیحدہ رہنا چاہیئے۔

قرآن شریف کے اس پُر حکمت بیان سے کوئی بھی اختلاف نہیں کر سکتا۔ شراب نے ہزاروں خوشحال خاندانوں کو تباہ کر دیا۔ ہزاروں پیارے دوستوں کو ایک دوسرے سے جُدا کر دیا۔ لڑائی، فتنے فساد اور جھگڑے اس سے

پیدا ہوئے۔ جنگوں میں سپاہیوں کو اسی لئے شراب پلائی جاتی ہے کہ وہ عقل سمجھ سے عاری ہو کر وحشیانہ طور پر بے جگری سے لڑیں اور انسانی خون کی ہولی کو ایک کھیل سمجھیں۔ عربی زبان میں شراب کو خمر کہتے ہیں اور خمر کے معنے ڈھانپ دینا، پردہ ڈال دینا۔ یہ عربی زبان کی خصوصیت ہے کہ اس کے لفظوں اور ناموں میں حکمت اور فلاسفی بھری ہوتی ہے خمر کا لفظ ہی بتاتا ہے کہ یہ انسانی قدروں کو ڈھانک دینے والی اور انسان کے دل و دماغ پر پردہ ڈال دینے والی ہے اور یہ لفظ ہی اس کے نقصان کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔

اسلام اس سے انکار نہیں کرتا کہ اس کے فوائد بھی ہیں۔ دوائی کے طور پر اس کا استعمال مفید ہے۔ زخم اور ناسور جو نا قابلِ علاج حد تک خراب ہوں الکحل اور سپرٹ سے صاف ہوتے ہیں لیکن قرآن شریف کہتا ہے اِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا کہ اس کا نقصان بہ نسبت اس کے فائدہ کے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے خوراک کے طور پر اس کا استعمال منع ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ٹانگانیکا میں ایک سن ڈاؤنر میں ایک افسر نے ہمارے ایک مسلمان دوست سے پوچھا کہ اسلام میں شراب کیوں منع ہے؟ اس نے جواب میں کہا صرف آدھ گھنٹہ انتظار کریں میں آپ کو جواب دے دوں گا۔ پندرہ منٹ بعد ہی شراب نے بعض حاضرین کی عقل و ہوش پر ایسا اثر کیا کہ انہوں نے اناپ شناپ بکنا شروع کر دیا اور وہ محفلِ طرب ایک لڑائی کا میدان نظر آنے لگی۔ ہمارے دوست نے اس افسر کو کہا دیکھو تو ہمارے لئے شراب اس واسطے منع کی گئی ہے۔ الغرض شراب ہماری انفرادی و قومی صحت، ذاتی اخلاق، قومی کردار اور ہمارے تمدن و معاشرہ کو سخت نقصان پہنچانے والی چیز ہے اور جو قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہونا چاہتی ہے اسے اس اُمّ الخبائث یعنی بدیوں اور بُرائیوں کی جڑھ سے علیحدہ اور کنارہ کش رہنا چاہیئے۔

حاصل مطالعہ (بقیہ صفحہ ۶۰)

ਸਭ ਅਤੇ ਉਸਨਾਂ ਦਾ ਕਥਨ
ਜਾਂ ਕਿਸੇ ਸੁਫ਼ਰ ਫਾਕਰ ਟੈਸਲ
ਕੀਤਾ ਸਿੱਖਾਂ ਲਈ ਅਜੇਗ ਜੀ
ਪ੍ਰਾਚੀਨ ਹੈ, ਜਿਸ ਦੀ ਗੁਰੂ
ਨਾਨਕ ਸਾਹਿਬ ਦਾ ਕਿਹਾ ।
ਪਰ ਜੇ ਗਲ ਅਣੋਖੀ ਹੋਵੇ
ਉਸ ਨੂੰ ਗੁਰੂ ਅਰਜਨ ਦੇਵ ਜੀ
'ਤੇਰੀ' ਨਹੀਂ ਸਭ ਪਰ ਸਕਦੇ
.... ਇਹ ਮੈਂ ਇਸ
ਕਰਕੇ ਕਿਹਾ ਹੈ ਕਿ ਮੈਨੂੰ ਹੁਣ
ਤਕ ਕੁਝ ਸਬਦ ਅਜੇਹੇ ਲਭੇ
ਅਜੇ ਹਨ ਜਿਥੇ ਇਹ ਅਸਰ
ਸਾਫ਼ ਸਾਹਮਣੇ ਆਉਂਦੀ ਹੈ।"
(ਪ੍ਰਾਚੀਨ ਬੀੜਾਂ ਪੰਨਾ ੩੬

یعنی:-

"یہ امکان موجود رہا کہ کوئی بانی یا شبد گورو گرنتھ صاحب میں ایسا بھی درج ہوگیا (ناقل)

پاک و ہند کے قدیم پیغمبر

(۴)

(از جناب مولوی محمد اسد اللہ صاحب قریشی الکاشمیری)

پیغمبرِ کشمیر مسیح ابن مریمؑ

واضح ہو کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کشمیر کے ایک اور پیغمبر ہیں جو کشمیر میں یوز آصف علیہ السلام کے نام سے بھی موسوم تھے۔ کشمیر کی قدیم تاریخوں میں لکھا ہے کہ آپ فلسطین سے ہجرت کر کے کشمیر میں آ گئے تھے جہاں آ کر انہوں نے اپنے آپ کو کشمیریوں کا پیغمبر ظاہر کیا۔ انہوں نے اہلِ کشمیر کو توحید اور نیکی کی طرف بلایا اور اپنی بقیہ عمر یہیں گزاری اور بالآخر فوت ہو کر محلہ انزمرہ خانیار میں دفن ہوئے جہاں آج تک ان کی قبر محفوظ ہے۔ آج سے قریباً چھ سو سال پہلے مُلّا نادری فاضل کشمیر نے فارسی زبان میں بڈشاہ زین العابدین والیٔ کشمیر کے عہد میں "تاریخ کشمیر" لکھی تھی اس میں وہ لکھتے ہیں:-

"حضرت یوز آصف بیت المقدس کی جانب سے وادیٔ اقدس (کشمیر) کی طرف مرفوع ہوئے اور آپ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ شب و روز عبادت باری تعالیٰ میں مشغول رہے۔ تقویٰ اور پارسائی میں اعلےٰ درجہ پر پہنچ کر خود کو اہلِ کشمیر کی طرف پیغمبر مبعوث سمجھا اور دعوتِ خلائق میں مصروف ہوئے...... میں نے ہندوؤں کی ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ آنحضرت یعنی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور یوز آصف بھی نام اختیار کر لیا تھا۔ والعلم عند اللہ۔ اور آپ نے اپنی عمر یہیں بسر کی اور وفات کے بعد موضع انزمرہ میں دفن ہوئے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت کے روضے سے انوارِ نبوت جلوہ گر ہیں۔"

(ترجمہ از تاریخ کشمیر فارسی قلمی صفحہ ۶۹)

ایک مغربی مؤرخ پروفیسر رورخ نے تبت، کشمیر، لداخ اور وسطی ایشیا کی وسیع پیمانہ پر سیاحت کی تھی۔ اس نے سیاحت کے دوران ان علاقوں میں حضرت مسیح ناصریؑ کے عجیب حالات سُنے جن کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب Heart of Asia میں یوں کیا ہے:-

"وہاں کے لوگوں نے مجھ سے کہا کہ صلیب پر عیسیٰ مرے نہیں صرف بے ہوش ہو گئے ان کے شاگرد ان کے جسم کو اٹھا لے گئے تھے اور چھپا کر ان کا علاج کیا گیا۔ اس کے بعد عیسےٰ

سرینگر پہنچائے گئے۔ کشمیر میں عیسیٰ وعظ کرتے رہے اور سرینگر ہی میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی قبر ایک مکان کی دیوار کے نیچے اب تک ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس پر یادگاری الفاظ لکھے بھی گئے ہیں کہ یوزف کے بیٹے عیسیٰ یہاں دفنائے گئے ہیں"

عیسیٰ مسیح پیغمبر پاک و ہند کی حیثیت سے

اب اس بارے میں

شک کی گنجائش نہیں رہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہندوستان میں بھی تبلیغ کی تھی اور ہندوؤں کی مقدس کتاب بھوشیہ پران میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس ملک میں آنے اور وعظ کرنے کا ذکر ہے۔ حال ہی میں بھارت (بمبئی) سے شائع ہونے والے ایک کثیر الاشاعت ماہوار ہندی رسالہ **نونیت** (ہندی ڈائجسٹ) بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۰ء میں جناب گیا چندرا ایم۔اے ریسرچ سکالر کی طرف سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "عیسیٰ کی بھارت یاترا" یعنی "حضرت عیسیٰ کی ہندوستان میں سیاحت"۔ موصوف نے مضمون میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھارت کے پیغمبر ہونے کی حیثیت میں ظاہر کیا ہے۔ اس سلسلے میں متعدد تاریخی حوالے درج کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:۔

"تاریخ نویسوں کے سامنے یہ سوال درپیش ہے کہ کیا صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد بھی عیسیٰ کی وفات نہیں ہوئی اور وہ فلسطین سے بھارت چلے آئے؟"

اس کے بعد جناب گیا چندرا مسیح ناصری کی صلیب سے نجات پاکر بھارت آنے کے متعلق پروفیسر نکولس رورچ کا مذکورہ بالا حوالہ اور کچھ دیگر حوالوں کو درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"عیسیٰ کے کشمیر آنے کا "بھوشیہ پران" میں بھی ذکر آیا ہے۔ شک لوگ سندھو کھیا جھگے اور دوسرے راستوں سے ہمالیہ کو عبور کر کے ہندوستان میں آئے اور راسے برباد کرنے لگے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد راجہ شالیواہن گدی پر بیٹھا۔ بہت تھوڑے عرصہ میں راجہ شالیواہن نے شک، چینی، تاتار، باہلیک وغیرہ کو شکست دیدی۔ ایک دن شالیواہن ہمالہ کے علاقہ میں گیا وہاں وُین نامی ایک مقام پر اس نے ایک آدمی کو دیکھا جو سفید کپڑے پہنے تھا۔ شالیواہن کو معلوم ہوا کہ وہی شکوں کا راجہ ہے۔ اس نے اس آدمی سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا "میں کنواری کا بیٹا ہوں۔ میں صداقت کا وعظ کرتا ہوں اور مذہب کی تطہیر کرنا چاہتا ہوں"۔ پھر راجہ نے اس سے پوچھا تمہارا مذہب کیا ہے؟ اس پر اس شخص نے جواب دیا۔ اے راجہ! جب ملیچھ دیش میں سے صداقت غائب ہو گئی اور بُرے رجحانات کی کوئی حد نہ رہی تو میں وہاں ظاہر ہوا۔ میرے کاموں کی وجہ سے بُرے اور گندے لوگوں کو تکلیف ہوئی اور مجھے بھی اُن لوگوں کے ہاتھوں دُکھ پہنچا۔ . . . . محبت، صداقت اور دل کی پاکیزگی کو قائم کرنا ہمارا مذہب ہے اسلئے میں "عیسیٰ مسیح" کہلاتا ہوں۔ راجہ اس کے ساتھ عزت کا سلوک کر کے چلا آیا۔

عیسیٰ کے بھارت میں ورود کے تعلق میں متذکرۃ الصدر دلائل قابلِ غور ہیں۔ کیونکہ عیسائی مذہب کی ابتداء سب سے پہلے جن ملکوں میں ہوئی ان میں بھارت بھی ایک ہے۔ عیسیٰ کے شاگردوں میں سے سینٹ ٹامس بھارت چلے آئے اور عیسیٰ کی پہلی صدی کے وسط میں کیرل میں سرزمینِ بھارت پر عیسائی گرجے کی بنیاد رکھی گئی۔" (ماہنامہ نونیت ہندی دسمبر ۱۹۶۱ء (عیسیٰ۔ بھارت) مترجم :- چودھری عبدالواحد صاحب بی۔ اے)

گوتم بدھ علیہ السلام

مہاتما گوتم بدھ بھی ہندوستان کے انبیاء میں سے تھے جنہوں نے ہندوؤں میں پھیلی ہوئی بت پرستی کی اصلاح کی تھی۔ چنانچہ مولوی حشمت اللہ خان لکھنوی نے ایک ضخیم کتاب "تاریخ جموں و ریاستہائے مفتوحہ گلاب سنگھ" کے نام سے لکھی ہے جس میں وہ تبت کے بدھ مذہب کے حالات کے سلسلے میں لکھتے ہیں :-

"کتب تواریخ شکاموتی (ساکیہ منی بدھ ناقل) میں لکھا ہے کہ سکیا منی ہندوستان کے انبیاء میں سے تھا..... کہتے ہیں کہ سکیا منی نے کہا ہے کہ میرے پیچھے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئیں گے۔"

(تاریخ جموں مذکور حصہ سوم صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ ۱۹۳۹ء)

سید سلیمان ندوی کے مرتبہ رسالہ "ماہنامہ معارف" میں بھی گوتم بدھ کے پیغمبر ہونے کا خیال ظاہر کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"قرآن مجید کی آیت وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کو پیش نظر رکھ کر مہاتما گوتم بدھ کا نظریہ ایک حد تک مانوس ہوتا جاتا ہے۔" (معارف بابت جنوری ۱۹۲۶ء)

احادیث نبویہ میں پیغمبروں کی تعداد

اس بات کی تصریح احادیث نبویہ سے بھی ہوتی ہے کہ بنی اسرائیل کے علاوہ بھی دیگر دنیا کی اقوام میں وقتاً بعد وقتٍ پیغمبر آتے رہے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار اور مرسلوں کی تعداد ۳۱۳ بتائی گئی ہے۔ کنز العمال حدیث کی مشہور کتاب میں ہے :-

النبیون مائۃ الف واربعۃ و عشرون الف نبی والمرسلون ثلاث مائۃ وثلاثۃ عشر وآدم نبی مکلم ذلک هب عن ابی ذر)

(کنز العمال ج ۶ صفحہ ۱۲۱)

ترجمہ :- انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور مرسل تین سو تیرہ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام نبی ہیں جن سے خدا تعالیٰ نے کلام کی ہے۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا :-

بعث اللہ ثمانیۃ آلاف نبی اربعۃ آلاف منھم الی بنی اسرائیل واربعۃ آلاف الی سائر الناس

(عن انس) (کنز العمال ج ۶ صفحہ ۱۲۱)

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے ہیں۔ چار ہزار ان میں سے بنی اسرائیل

کی طرف اور چار ہزار باقی دنیا کے لوگوں کی طرف۔

ایک اور حدیث کا مضمون اس طرح پر ہے:۔

بُعِثْتُ علیٰ اثر ثمانیۃ اٰلافٍ من الانبیاء منھم اربعۃ اٰلافٍ من بنی اسرائیل (ابن سعد عن انس) (ایضاً)

ترجمہ:۔ میں آٹھ ہزار پیغمبروں کے بعد مبعوث کیا گیا ہوں جن میں سے چار ہزار صرف بنی اسرائیل میں سے ہیں۔

بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا نظریّہ

ان احادیثِ نبویہ سے کھل کر اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ عرب و شام کے علاوہ دنیا کے باقی لوگوں میں بھی اللہ تعالیٰ انبیاء مبعوث فرماتا رہا ہے اور یہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ یہی جماعت احمدیہ کا نظریّہ ہے۔ موجودہ زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی نظریہ پیش فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ تمام قوموں میں پیغمبر مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ ہندوستان میں بھی پیغمبر مبعوث ہوتے رہے ہیں جن میں سے کرشن، رامچندر اور بدھ علیہم السلام بھی ہیں۔ یہ خدا کے پیغمبر تھے مگر بعد کے زمانوں میں ان کی تعلیمات کو بگاڑ دیا گیا۔ انہوں نے اسی طرح توحید کی تعلیم دی تھی جس طرح اسلام نے پیش کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اور ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا کے کسی ایک حصہ میں ان کی محبت اور عظمت جاگزین ہو گئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گزر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی۔ خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا اور اگر کوئی کاذب اُن کی کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔"

(رسالہ پیغام صلح ص۲۲-۲۳)

"اور ہر ایک قوم کے نبی خواہ ہند میں گزرے ہیں اور خواہ فارس میں کسی کو (قرآن نے) مکار اور کذاب نہیں کہا بلکہ صاف طور پر کہہ دیا کہ ہر ایک قوم اور بستی میں نبی گزرے ہیں اور تمام قوموں کے لئے صلح کی بنیاد ڈالی مگر افسوس اس صلح کے نبی کو ہر ایک قوم گالی دیتی ہے اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔"

(رسالہ پیغام صلح ص۳۱)

خلاصۂ کلام یہ کہ ہر قوم اور ملک میں خدا کے پیغمبر مبعوث ہوتے رہے ہیں اور ہندوستان میں بھی خدا کے پیغمبر ہوتے رہے ہیں۔ یہ سمجھنا درست نہیں ہے کہ ہندوستان میں کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا۔ چنانچہ اس زمانہ میں اسلامی اور ہندوستانی لٹریچر کی سابق پیشگوئیوں کی رُو سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح و مہدی اور کرشن ہو کر خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں پس سب قوموں کے پیغمبروں کو ماننا اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے ✦

سوختنی قربانی کی اصل حقیقت کیا تھی؟

(از جناب مولوی عبد اللطیف صاحب فاضل بہاولپوری)

سوختنی قربانی جو بنی اسرائیل میں بھی رائج رہی در حقیقت بُت پرستوں کی یادگار ہے جو اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے قربانی کو جلایا کرتے اور سمجھتے کہ دیوتا ان کی خوشبو سونگھ کر خوش ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں جب بُت پرستی جاری ہوئی اور مشرکانہ عقائد و رسومات کو انہوں نے اپنایا۔ تب سوختنی قربانی کا ان میں بھی رواج ہوا اور یہ عقیدہ بنا کہ خدا قربانی کو جلانے پر اس کی بُو سونگھ کر خوش ہوتا ہے حتّٰی کہ حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہما السلام کی طرف بھی اس عقیدہ کو منسوب کر دیا۔ چنانچہ پیدائش ۸: ۲۰-۲۱ میں ہے کہ "نوح نے خداوند کے لئے مذبح بنایا اور اس پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں اور خدا نے خوشنودی کی بُو سونگھی" اور حضرت ابراہیم کے متعلق بھی یہ لکھا کہ حضرت ابراہیم کو "خدا نے کہا کہ تُو اپنے بیٹے اضحاق کو جو تیرا اکلوتا ہے سوختنی قربانی کے طور پر چڑھا۔ ۔ ۔ ۔ تب ابراہیم نے سوختنی قربانی کی لکڑیاں لے کر اپنے بیٹے اضحاق پر رکھیں اور آگ اور چھری اپنے ہاتھ میں لی ۔ ۔ ۔ ۔ لکڑیاں چنیں اور اپنے بیٹے اضحاق کو باندھا اور اسے قربانگاہ پر لکڑیوں کے اوپر رکھا" (پیدائش ۲۲: ۲ تا ۹)

قرآن مجید نے اس جھوٹ کی قلعی کھولی اور اصل حقیقت کا انکشاف کیا کہ قربانی کا گوشت بے وقوفوں کی طرح جلا کر راکھ نہ کیا کرو بلکہ اسے خود کھاؤ اور محتاجوں کو کھلاؤ۔ فکلوا منہا و اطعموا الجائع و المعتر (الحج آیت ۳۷) اور فرمایا لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوٰی منکم (الحج آیت ۳۸) کہ خدا تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے ہاں تمہارا تقویٰ ہی اسکی بارگاہ میں قبولیت پاتا ہے۔

بائیبل کے مندرجہ بالا بیان میں چند ایک غلطیاں ہیں جو غالباً سوانح نگاروں کے افکار و دماغی کا کرشمہ نظر آتی ہیں۔

۱۔ **پہلی غلطی**: قربانی کے لئے مخصوص کئے جانے والے بیٹے کا نام جو تورات نے اسحاق بتایا یہ غلط ہے۔ اسحاق نہیں بلکہ اسمٰعیل تھا کیونکہ وہی پلوٹھا اور اکلوتا تھا اور قربانی کا حکم اکلوتے بیٹے کے لئے ہی ہوا تھا۔

۲۔ **دوسری غلطی** یہ کہ تورات کے بیان کی رُو سے خدا تعالیٰ نے انسانی قربانی کا صریح حکم دیا تھا جس کا مطلب انسان کی جان کو اسی طرح تلف کر دینا تھا جس طرح بُت پرست قوموں میں پہلے سے رواج چلا آرہا تھا۔ یہ غلط ہے۔ ایسا حکم خدا تعالیٰ نے نہ کبھی پہلے دیا اور نہ اب۔ ایسا حکم خدا تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ قرآن حکیم نے اصل حقیقت کا انکشاف فرمایا کہ دراصل حضرت ابراہیم کو رؤیا ہوئی اور رؤیا میں آپ نے اپنے بیٹے کو ذبح کرتے دیکھا جس کا ذکر آپ نے بیٹے سے یوں کیا۔ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ (الصافات آیت ۱۰۳) رؤیا میں تو در حقیقت تمثیلی اور تصویری زبان میں گفتگو ہوتی ہے جس کی تعبیری حقیقت عالم ظاہر میں کچھ اور ہوتی ہے

اگرچہ بشری لوازماتِ ذہنی کی بناء پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ اس خواب کی اصل تعبیر کی طرف نہ گئی۔ اور جب آپ خواب کو ظاہری رنگ میں پورا کرنے پر تیار ہو گئے تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم الٰہی کی اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا اور اس رؤیا کی حقیقی تعبیر کا صحیح علم دیا کہ اس قربانی سے مراد حیاتِ انسانی کا انقطاع نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیٹے کا زندگی وقف کر دینا اور اس کا خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام میں تمام عمر بسر کرنا ہی قربانی ہے پس اللہ تعالیٰ کا اصل حکم وقفِ زندگی کا تھا نہ کہ حسبِ بیان تورات انسانی جان کا تلف کرنا۔

۳۔ تیسری غلطی یہ کہ حسبِ بیان تورات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کے وقت جلانے کے لئے لکڑیاں چنیں اور بیٹے کو قربان گاہ پر لکڑیوں کے اوپر رکھا۔ قرآن مجید نے اس غلطی کی قلعی کھول کر بتایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو چتا پر جلانے کے لئے نہیں لٹایا تھا بلکہ زمین پر لٹایا تھا۔ فلما اسلما وتلّہٗ للجبین (الصافات ۱۰۴)

پس سوختنی قربانی دراصل بُت پرستوں کی مشرکانہ رسومات کا بقایا ہے۔ بائیبل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے وقت میں بعض بنی اسرائیل بھی ایسی مشرکانہ قربانیاں (جو بتوں کے لئے کی جاتی تھیں) کرتے تھے۔ (دیکھو استثناء ۳۲/۱۶-۱۷) اور اعمال ۷/۴۳ میں ہے کہ بنی اسرائیل دورانِ سفر ہجرت مولک کے خیمہ اور رفان دیوتا کے تارے کو لئے پھرتے تھے۔ اور حضرت موسیٰؑ کے بعد یوشع بن نون نے جب فلسطینی علاقے کو فتح کر کے اسے بنی اسرائیل کے مختلف قبائل میں تقسیم کر دیا اور اس طرح ان کی اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہو گئیں تو ان اسرائیلی علاقوں میں جگہ جگہ مشرک کنعانی قوموں کی شہری ریاستیں بھی بدستور قائم رہیں۔ ان شہروں کی مشرکانہ تہذیب کا بنی اسرائیل پر گہرا اثر پڑتا رہا

اسی بناء پر ان میں سوختنی قربانی کا عقیدہ بھی رائج ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس سوختنی قربانی کا انکار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"سوختنی اور خطا کی قربانی تو نے طلب نہیں کی" (زبور ۴۰/۶)

"سوختنی قربانی سے تجھے کوئی خوشی نہیں۔ شکستہ روح خدا کی قربانی ہے" (زبور ۵۱/۱۶-۱۷)

اور یرمیاہ ۷/۲۲-۲۳ میں ہے:-

"جس وقت میں تمہارے باپ دادا کو ملک مصر سے نکال لایا ان کو سوختنی قربانی اور ذبیحہ کی بابت کچھ نہیں کہا اور حکم نہیں دیا بلکہ میں نے ان کو یہ حکم دیا اور فرمایا کہ میری آواز کے شنوا ہو اور میں تمہارا خدا ہونگا اور تم میرے لوگ ہو گے"

حضرت مسیح فرماتے ہیں:-

"تو نے قربانی اور نذر کو پسند نہ کیا۔ پوری سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں سے تو خوش نہ ہوا" (عبرانیوں ۱۰/۵-۶)

اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بعید ہے کہ خود ہی جانوروں کے ذبح کرنے کا حکم دے اور پھر بجائے اس کے کہ انہیں کسی مفید مصرف میں لگایا جائے انہیں آگ میں جلا کر ضائع کرنے کا حکم دے یہ تو کوئی معقول حکم نہیں کہلا سکتا۔ اگر کہیں جلانے کا حکم بنی اسرائیل کو ملا بھی ہوگا تو کسی معقول مصلحت کے ماتحت خاص حالات کے لئے ہوگا۔ غور کرنے سے اس کی حقیقت یوں معلوم ہوتی ہے کہ قربانی کا گوشت کچھ وقت تک تو انہیں کھانے کی اجازت ہوگی مگر اسے ذخیرہ بنا کر رکھنا ممنوع ہوگا تاکہ غرباء بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک وقت قربانی کا گوشت

سکھا کر جمع رکھنے کو ممنوع فرمایا تھا ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ایسا ہی حکم نافذ ہوا ہو چنانچہ احبار ۱۹ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لکھا ہے کہ :-

"جب تم خداوند کے حضور سلامتی کے ذبیحے
گذرانو تو ان کو اس طرح گذراننا کہ تم مقبول ہو
اور جس دن اسے گذرانو اس دن اور دوسرے
دن وہ کھایا جائے اور اگر تیسرے دن تک کچھ
بچا رہ جائے تو وہ آگ میں جلا دیا جائے ۔"

اسی طرح منت کی قربانی اور رضا کے ہدیہ کے متعلق بھی احبار ۷ میں یہی حکم ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے گوشت کو آگ میں جلانا قربانی کا حصہ نہیں تھا ۔ بلکہ وہ گوشت جو حکم الٰہی کی صریح نافرمانی کے باعث ممنوع تھا یا وہ جو متواتر تین دن تک بند رکھا رہنے کی وجہ سے بدبودار اور زہریلا ہو گیا ہوتا انسانی صحت کی حفاظت کی خاطر ایسے گوشت کے جلا دینے کا حکم صادر ہوا ہوگا ۔

سوختنی قربانی کی اصلیت تو ابتداء میں اتنی ہوگی مگر بعد میں عجوبہ پسند عوام میں ہوتے ہوتے یہ روایت مشہور ہو گئی کہ سوختنی قربانی کو جلانے کے لئے آسمان سے آگ اُترتی اور اسے جلا کر بھسم کر دیتی اور یہی اس قربانی کی قبولیت کی علامت قرار دی جاتی ۔ اور جس قربانی پر آگ نہ اُترتی اس کے متعلق سمجھا جاتا کہ یہ قربانی خدا کے ہاں مقبول نہیں ۔ قابیل کی قربانی کے مردود ہونے کی علامت بھی یہی سمجھی گئی کہ اس کی قربانی کو آگ نے نہ چھوا ۔ اس قسم کی اسرائیلی ہفوات کو لے کر ہمارے مفسرین نے بڑے شوق سے تفسیروں میں درج کر دیا ۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون ۔

مقبول قربانی کے لئے آسمانی آگ کے نازل ہونے کی روایت اگرچہ ظاہری رنگ میں تو بیہودہ اور مضحکہ خیز ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت بالکل بے اصل اور باطل بھی نہیں کہلا سکتی ۔ اگرچہ حقیقت ناشناسوں نے اسے صحیح طور پر سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ۔ بات دراصل یہ ہے کہ تمام مذہبی احکام حق و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں ۔ ہر حکم کی ایک علت غائی ہوتی ہے ۔ اسی طرح ہر حکم ربانی کی روح کے قیام کے لئے احکام الٰہیہ کی ظاہری صورتیں اور رسمی ہیئتیں ہوتی ہیں جو اس روح کے تحفظ کے لئے جسم کا کام دیتی ہیں ۔ پس یہ جو جانوروں کی قربانیاں کی جاتی ہیں اور ان کے گوشت کھائے کھلائے جاتے ہیں یہ تو صرف ظاہری رسمیں ہیں جو قشر کا درجہ رکھتی ہیں ان کا مغز اور سِرّ کچھ اور ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اسی مغز اور روح کی طرف توجہ دلانے کے لئے فرمایا لن ینال اللّٰہ لحومها ولا دماؤها ولٰکن ینالہ التقوٰی منکم کہ تمہاری ان قربانیوں کے گوشت اور خون کی خدائی بارگاہ میں کوئی قیمت نہیں ۔ یہ تو تمہاری روح کی قربانی کی صرف تصویریں ہیں ۔ گویا اس طرح تصویری زبان میں تمہیں روحانی قربانی کا سبق دیا جاتا ہے ۔ اور وہ روح کی قربانی تقویٰ ہے جو جذبات نفس کو کچلنے اور نفسانی خواہشات کو اللہ کی راہ میں ذبح کر دینے کا نام ہے ۔

پس جب بنی اسرائیل میں قساوت قلبی آ گئی اور تقویٰ و خشیت الٰہی کی مذہبی روح ان میں مفقود ہونے لگی اور مذہب اور مذہبی اعمال ان میں بطور رسوم استعمال ہونے لگے اور ظاہر پرستی پر زور دیتے ہوئے صرف قشر پر ہی اکتفاء ہونے لگا تب اسرائیلی مصلحین میں سے بعض بزرگوں نے انہیں مذہبی اعمال اور روح کی طرف توجہ دلانے کے لئے

مجاز و استعارہ کے رنگ میں کچھ تمثیلی کلام کیا ہوگا جس کو ظاہر پرستوں نے نہ سمجھا اور اس کی اصل حقیقت دنیا کی نظروں سے اوجھل رہ کر روایات کے تودۂ انبار میں دبی رہی۔ یہاں تک کہ موجودہ دَور میں آسمانِ روحانیت کے تاباں سورج، حقائق شناس اسرار لاہوتی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اس حقیقتِ مجوبہ کی نقاب کشائی فرماتے ہوئے اس نکتۂ معرفت کا تذکرہ یوں فرمایا :-

"خدا تعالیٰ کی محبت ذاتی انسان کی محبت ذاتی میں ایک خارق عادت جوش بخشتی ہے اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے ایک فنا کی صورت پیدا ہو کر بقا باللہ کا نور پیدا ہو جاتا ہے . . . . اس کی مثال وہ حالت ہے کہ جب انسان پر آسمان سے صاعقہ پڑتی ہے تو اس آگ کی کشش سے انسان کے بدن کی اندرونی آگ یک دفعہ باہر آجاتی ہے تو اس کا نتیجہ جسمانی فنا ہوتا ہے۔ پس درحقیقت یہ روحانی موت بھی اسی طرح دو قسم کی آگ کو چاہتی ہے۔ ایک آسمانی آگ اور ایک اندرونی آگ۔ اور دونوں کے ملنے سے وہ فنا پیدا ہو جاتی ہے جس کے بغیر سلوک تمام نہیں ہو سکتا۔ یہی فنا وہ چیز ہے جس پر سالکوں کا سلوک ختم ہو جاتا ہے اور جو انسانی مجاہدات کی حد ہے۔ اس فنا کے بعد فضل اور موہبت کے طور پر مرتبہ بقا کا انسان کو حاصل ہوتا ہے۔"

(چشمۂ مسیحی طبع اوّل صلا۔۶۲)

نیز حضور اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرماتے ہیں :-

"ہماری تمام روحانی قوتیں خدا سے یوں پیوند پکڑتی ہیں جیسا کہ ایک رشتہ دوسرے رشتہ سے پیوند کیا جاتا ہے۔ بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی ہے اور ایک آگ اوپر سے ہم پر اترتی ہے۔ ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے۔ اور ہم اس اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں۔ اسی حالت کا نام قرآن شریف کی رُو سے اسلام ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صلا۱۳ نیا ایڈیشن)

پس یہ تھی آسمانی آگ کے اترنے کی حقیقت جس کو نادانوں نے مذہبی کھلونا بنا دیا۔ کسی نے سچ کہا۔ ع
"حقیقت روایات میں کھو گئی"

روحانی زندگی کی حقیقت

اے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے
کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ اگر اس سے ہیں جُدا
اس رُخ کا دیکھنا ہی تو ہے اصل مُدّعا
جنّت بھی ہے یہی ہے کہ ملے یارِ آشنا

(درثمین کلام حضرت مسیح موعودؑ)

تحریک دعا

الفرقان کے خاص مُعاونین

احباب سے درخواست ہے کہ رسالہ الفرقان کے مندرجہ ذیل خاص معاونین کے لئے دعا فرمائیں۔ انہوں نے دس سالہ خریداری منظور فرما کر رسالہ کے استحکام میں امداد دی ہے جزاھم اللہ۔ اب صرف ۲۷ مارچ ۱۹۶۲ء تک دس سال کا چندہ خریداری یکمشت پیشگی ادا کر کے ہی نئے دوست اپنا نام اس فہرست میں شامل کرا سکتے ہیں۔ گزشتہ جن دوستوں کے ذمہ بقایا جات ہیں وہ جلد تر ادائیگی فرمادیں۔

(مینجر الفرقان ربوہ)

ربوہ دارالہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج۔
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم اے حال قانا۔
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری یحییٰ احمد صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہد پی۔ ایچ۔ ڈی تعلیم الاسلام کالج۔
- جناب ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب ہیلتھ آفیسر میانوالی دارالرحمت۔
- جناب مولوی بشیر احمد صاحب خادم قادری مبلغ سلسلہ۔

قادیان دارالامان

- حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان۔
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی اے
- جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب معاون ناظر دعوۃ وتبلیغ
- جناب چوہدری عبدالقدیر صاحب واقف زندگی۔
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر
- جناب سید شہامت علی صاحب سابق زرتی
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب انیس شاہجہانپوری ادیب فاضل۔
- جناب ملک بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ۔
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب۔
- جناب مجیب اقبال صاحب پسر جناب منظور احمد صاحب حکیم
- جناب مولوی بدرالدین صاحب عامل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر درویش
- جناب عبیدالرحمٰن صاحب فانی

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ موضع لالہ۔
- جناب چوہدری عبدالحلیم خاں صاحب چک ۴۹۷ ج۔ ب۔
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ۔
- جناب مبارک علی خاں صاحب ولد احمد علی خاں صاحب امجد چنیوٹ۔

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ۔
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سرگودہا
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۷ جنوبی۔
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ یونائیٹڈ لمیٹڈ سرگودہا۔
- جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب آڑھتی سرگودہا۔

• جناب ڈاکٹر فیاض حسین صاحب رضوی ہیلتھ آفیسر قائد آباد۔
• جناب ابوالظفر رائے شمشیر خان صاحب جوئیہ
• جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

• جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر
• جناب شیخ بشیر احمد صاحب جج ہائیکورٹ
• جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ پتوکی۔
• جناب قریشی عبدالرشید صاحب وحدت کالونی لاہور
• جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
• جناب امیرالدین صاحب تن باغ لاہور
• جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور
• جناب سید بہاول شاہ صاحب لاہور
• جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس ڈی او لاہور
• جناب چوہدری عزیز احمد صاحب کسٹوڈین لاہور
• جناب چوہدری فتح محمد صاحب ڈی لاہور ریجنل ٹرانسپورٹ
• جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ۔
• جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی
• جناب قریشی قمر احمد صاحب بریلوی ماڈل ٹاؤن لاہور۔
• جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
• جناب چوہدری عبدالحکیم خان صاحب میکلوڈ روڈ لاہور۔
• جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
• جناب چوہدری عبدالحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
• جناب ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس
• جناب ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی
• جناب حافظ عبدالکریم صاحب فضل
• جناب محمد عثمان صاحب لکھی مینشن
• جناب ایس۔ یو۔ شیخ صاحب کوتنو منیجنگ ڈائریکٹر کوتنو کمپنی لمیٹڈ
• جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
• جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
• جناب مسٹر اے لکھی صاحب مال روڈ
• جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض دی مال
• جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب
• جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان سمن آباد۔
• جناب رشید احمد صاحب ملک لاہور
• جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
• جناب خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب ماڈل ٹاؤن۔
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب وحدت کالونی۔
• جناب مرزا عبدالرحمٰن صاحب ناصر انجینئرنگ کالج۔
• جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد
• جناب ماسٹر حسن دین صاحب راوی پارک
• جناب شیخ شریف احمد صاحب ٹھیکیدار
• جناب سید حضرت اللہ صاحب پاشا ایم۔اے
• جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ڈی۔پی۔ایچ لاہور چھاؤنی۔
• جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب کمانڈر لاہور چھاؤنی۔
• جناب عبدالرشید صاحب ازنقی بسنت بلڈنگ۔
• جناب چوہدری منور لطف اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ سمن آباد۔
• جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا میکلوڈ روڈ۔

راولپنڈی

• جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب صدر
• جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
• جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
• جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں عطا محمد صاحب مرحوم۔
• جناب کیپٹن محمد اسحٰق صاحب ملک مری روڈ۔
• جناب رفیق احمد صاحب دہلوی۔
• جناب محمد یونس صاحب فاروقی سٹیلائٹ ٹاؤن۔
• جناب محی الدین صاحب بابا ڈاڈا روڈ
• جناب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ۔
• جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ۔
• جناب ایم۔ اے۔ غنی صاحب بی۔اے
• جناب کرنل محمود احمد صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن۔
• جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی۔اے۔
• جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی کشمیری بازار۔
• جناب کیپٹن اے۔ یو۔ زیڈ۔ احمد صاحب
• جناب چوہدری نور الحسن صاحب موضع بتیارا۔
• جناب شیخ عبدالحکیم صاحب شملوی۔
• جناب ملک بشیر احمد صاحب فلائٹ لفٹیننٹ۔
• جناب میجر عبدالرحمٰن صاحب مغل
• جناب کیپٹن کرامت اللہ صاحب
• جناب چوہدری مبارک احمد صاحب ایم۔ایس۔سی۔
• جناب صوبیدار نواب دین صاحب مرید
• جناب کیپٹن عبدالحی صاحب پریم گلی۔
• جناب خواجہ عنایت اللہ صاحب
• جناب شیخ غلام رسول صاحب نیا محلہ
• جناب سید منظور علی صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن۔
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب موٹر موڈرن لمیٹڈ۔

ضلع ملتان

• جناب ملک عمر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع ملتان۔

• جناب میاں محمد عمر صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
• جناب شیخ عبدالرحیم صاحب پراچہ
• جناب زاہد علی خان صاحب کاشانہ سجاد ملتان شہر۔
• جناب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فونین
• جناب عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس بوریوالہ۔
• جناب مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی سکندر آباد۔
• جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر پیراں غائب۔
• جناب محمد نعیم محمد وسیم محمد سلیم صاحبان دنیا پور۔
• جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب حرم گیٹ ملتان شہر۔
• جناب ماسٹر نواب الدین صاحب ایم۔اے
• جناب چوہدری شریف احمد ولی محمد صاحبان خانیوال۔
• جناب شیخ محمد اسلم محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ دنیا پور۔
• جناب چوہدری منور احمد خان صاحب حرم گیٹ ملتان۔
• جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب امیگا ریڈیو کمپنی۔
• جناب شیخ محمد منیر صاحب احمدی دنیا پور۔

• جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی۔
• جناب چوہدری عبداللطیف صاحب بیرون حرم گیٹ ملتان۔

ضلع شیخوپورہ

• جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ
• جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالوی منڈی مریدکے۔
• جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب ایم۔بی بی۔ایس ندن ملیریا آفیسر
• جناب چوہدری منظور احمد صاحب آف سانگلہ ہل۔

ضلع گوجرانوالہ

• جناب عبدالرحمن صاحب صابر بلنجر سگنو فیکٹری
• جناب میاں برکت علی غلام احمد صاحبان وزیر آباد۔
• جناب چوہدری محمد شریف صاحب فرزند ام
• جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
• جناب چوہدری عبدالحمید صاحب تھانہ بازار
• جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب گوراوزیرآباد
• جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے وزیر آباد۔
• جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ وزیر آباد۔
• جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز وزیر آباد۔

• جناب میاں محمد خان اکبر علی صاحبان وزیر آباد۔
• جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروقی نظام آباد۔
• جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ وزیر آباد۔
• جناب میاں قمر الدین صاحب مرحوم کھوکھر گوجرانوالہ۔
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ڈسٹرکٹ انجنیئر
• جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک

ضلع جہلم

• جناب سیٹھی عبدالحق صاحب امین بازار
• جناب سیٹھی خلیل الرحمن صاحب شین محلہ
• جناب خواجہ عبداللطیف صاحب امین بازار

ضلع گجرات

• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبدالعزیز صاحب منڈی بہاؤالدین
• جناب حوالدار مبارک احمد صاحب کھاریاں۔
• جناب عبدالمالک صاحب شاہد مربی سلسلہ۔

ضلع سیالکوٹ

• جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب درگانوالی

• جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
• جناب میاں سلطان احمد خان صاحب سنڈیکیٹ گورانیہ۔
• جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہد پور۔

کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب میاں بشیر احمد صاحب ایم-اے
• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
• جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
• جناب شیخ عبدالاحد صاحب تاجر
• مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
• جناب خلیفہ عبدالرحمن صاحب
• جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب
• جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
• احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
• جناب خان عبدالوحید خان صاحب قلات کول کمپنی۔
• جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
• جناب چوہدری محمود احمد صاحب
• جناب چوہدری عطاء الحق خان صاحب منصفی روڈ۔
• جناب چوہدری محمد ابراہیم صاحب ڈار
• جناب عبدالحق صاحب جنجوعہ
• جناب سیٹھ محمد صاحب اسلام آباد

اضلاع سابق صوبہ سندھ

• جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور

- جناب نصیر احمد خان صاحب ناصر خانپور
- جناب حاجی عبد الرحمٰن صاحب رئیس باندھی۔
- جناب محمد عبد اللہ صاحب رئیس باندھی
- جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤ الدین
- جناب چوہدری عطا محمد صاحب گوٹھ امام بخش۔
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب چوہدری غلام نبی صاحب
- جناب چوہدری برکت علی صاحب گوٹھ سردار محمد پنجابی۔
- جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
- جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
- جناب رئیس عبد الحمید صاحب باندھی
- جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریاخان مری۔
- جناب ڈاکٹر عبد القدوس صاحب نواب شاہ۔
- جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم نواب شاہ۔
- جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ نواب شاہ۔
- جناب چوہدری نتھے خان صاحب گوٹھ نتھے خان۔
- جناب چوہدری غلام رسول صاحب گوٹھ غلام رسول
- جناب ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب صدیقی میرپور خاص۔

- جناب بابو عبد الغفار صاحب رسالہ روڈ۔ حیدر آباد
- جناب چوہدری محمد اکرم صاحب لطیف آباد۔
- جناب ڈاکٹر احمد دین صاحب امیر جماعت احمدیہ کنری۔
- جناب چوہدری شاہ دین صاحب گوٹھ شاہ دین۔
- جناب فضل الرحمٰن خان صاحب زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدر آباد۔
- جناب ملک محمد الٰہی صاحب جارکول مرچنٹ بدین۔
- جناب ملک محمود احمد صاحب جارکول مرچنٹ۔
- جناب چوہدری کرامت اللہ صاحب بدین۔
- جناب ملک جلال الدین صاحب جنرل سیکرٹری بدین۔
- جناب میر غلام محمد صاحب جارکول مرچنٹ۔
- جناب چوہدری فضل احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خان
- جناب ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب رحیم آباد
- جناب حاجی قمر الدین صاحب گوٹھ قمر آباد۔

- جناب چوہدری شریف محمد صاحب ڈیڑھوی۔ کرونڈی

بہاولپور

- جناب عزیز محمد خان صاحب بہاولپور
- جناب چوہدری غلام محمد صاحب 〃
- جناب پیر محمد اقبال صاحب 〃
- جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب کمیشن ایجنٹ ڈیرہ نواب صاحب۔
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب بہاولپور۔
- جناب بشیر الدین صاحب کمال ڈیرہ روڈ
- جناب شیخ احمد بخش صاحب صراف
- جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
- جناب سید انوار احمد صاحب ترلعی
- جناب مرزا ارشد بیگ صاحب

کراچی

- جناب شیخ رحمت اللہ صاحب ایسٹرن مرووسز امیر جماعت احمدیہ
- جناب غلام احمد صاحب فردوس کالونی۔
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب تنویر بی۔ اے۔
- جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر مولوی فاضل۔
- جناب حافظ عبد الغفور صاحب ناصر مولوی فاضل۔
- جناب چوہدری محمود احمد صاحب P.E.C.H.S

- جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید کھوڑی گارڈن۔
- جناب محمد شریف صاحب چغتائی۔
- محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم۔ اے ارشاد صاحب۔
- جناب عبد الرزاق صاحب چھتہ پیر الٰہی بخش کالونی۔
- جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے کراچی یونیورسٹی۔
- جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب
- جناب میجر محمد عبد اللہ صاحب وہاب
- جناب ملک رشید احمد صاحب سو قیصر ریسٹورنٹ بندر روڈ۔
- جناب چوہدری مختار علی صاحب لالوکھیت۔
- جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب کراچی
- جناب ملک عبد المنان صاحب ناظم آباد۔
- جناب چوہدری شاہنواز صاحب شاہنواز لمیٹڈ۔
- جناب ڈاکٹر اے۔ آر۔ احمدی کراچی ۳
- جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور میگزین لین۔
- جناب چوہدری احمد مختار صاحب مینجر المختار لمیٹڈ۔
- جناب مولوی عبد المجید صاحب دہلوی

• جناب چوہدری احمد جان صاحب
اکبر منزل۔
• محترمہ والدہ صاحبہ سید رفیق احمد صاحب
ایسٹ افریقن کمپنی۔
• جناب ملک مبارک احمد صاحب
نیو کلاتھ مارکیٹ۔
• جناب میجر عبد اللطیف صاحب
۹۶ کومیلا لائنز ملیر کینٹ۔
• محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ
مولوی صدر الدین احمد صاحب
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب
وڈ اینج۔

بہاولنگر

• جناب شیخ فیروز الدین صاحب
عیدگاہ روڈ۔
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور
سوڈا بستی۔
• جناب چوہدری غلام قادر صاحب
کمیشن ایجنٹ۔
• جناب چوہدری علم الدین صاحب
کمیشن ایجنٹ ہارون آباد۔
• جناب مستری عبد الحق صاحب۔
• جناب چوہدری امام الدین صاحب
سرصوہ۔ چک نمبر 166/7.R
• جناب مولوی محمد شفیع صاحب کانڈا
چک نمبر 166/7.R
• جناب چوہدری محمود الحسن صاحب باجوہ
چک نمبر 191/7.R
• جناب چوہدری سردار محمد صاحب
غلہ منڈی فورٹ عباس۔
• جناب چوہدری غلام مصطفیٰ احمد دین صاحبان
چک نمبر 186/7.R
• جناب چوہدری حسین بخش صاحب
چک نمبر 109/6.R
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب
چک نمبر 103/6.R
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب باجوہ
چک نمبر 30/3.R
• جناب چوہدری علی شیر صاحب
چک نمبر ۱۶۹ مراد۔
• جناب چوہدری بشارت احمد صاحب
چک نمبر ۱۶۶ مراد۔
• جناب میاں مسعود احمد خان صاحب
چک نمبر ۱۶۶ مراد۔
• جناب ماسٹر محمد انور صاحب
چک نمبر ۱۶۶ مراد۔
• جناب محمد سعید صاحب ولد چوہدری
اللہ رکھا صاحب چک نمبر ۱۶۶ مراد
• جناب رانا نجم الدین صاحب
چک نمبر ۱۶۶ مراد۔
• جناب چوہدری عبد العزیز صاحب باجوہ
ہارون آباد۔

پشاور

• جناب محمد سعید احمد صاحب نشتر آباد۔
• جناب نوابزادہ محمد امین خان صاحب
بنوں شہر۔
• جناب مرزا محمد عبد اللہ صاحب
پروپرائٹر عجائبات منگ۔
• جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب
مولوی فاضل۔

لائلپور

• جناب مبارک علی صاحب
راجباہ روڈ۔
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق
لدھیانوی۔ جڑانوالہ
• جناب شیخ الحاج عبد اللطیف صاحب
• جناب رانا محمد نعیم صاحب ولد رانا جراغ دین صاحب چک ۲۹۴ گ ب

دیگر اضلاع

• جناب شیخ محمد صاحب
سکول رسالہ اسکیٹ۔
• جناب سردار امیر محمد خان صاحب
قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخاں
• جناب قاضی محمد برکت اللہ صاحب
ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج
میرپور۔
• جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب بالسرہ
• جناب ڈاکٹر مرزا عبد الرؤف صاحب کیمبلپور

مشرقی پاکستان

• جناب ایس۔ ایم حسن صاحب
امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ۔
• جناب قاضی خلیل الرحمن صاحب خادم
بخشی بازار روڈ۔ ڈھاکہ
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
• جناب مولوی ابو الخیر محمد محب اللہ صاحب
محمود نگر۔
• جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب
ڈھاکہ۔
• جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب
ڈی۔ پی۔ ایچ نارائن گنج۔
• جناب چوہدری انور احمد صاحب
کاہلوں۔ نارائن گنج۔
• جناب شیخ عبد الحمید صاحب ڈھاکہ
• جناب محمد فضل کریم صاحب طال ״
• جناب مسٹر عبید اللہ صاحب ״
• جناب مسٹر ظفر احمد صاحب
میاں اینڈ کمپنی ڈھاکہ۔
• جناب چوہدری سیف اللہ خان صاحب
سیفی۔ ڈھاکہ
• جناب ملک محمد طفیل صاحب
ڈھاکہ۔
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب
نارائن گنج۔
• جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب
چٹاگانگ۔
• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب چٹاگانگ
• جناب میاں محمد نور ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان
چٹاگانگ

- جناب احمد علاؤ الدین صاحب چٹاگانگ۔
- محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ چٹاگانگ۔

بھارت

- جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
- جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ۔
- جناب کمال الدین صاحب مدراس
- جناب محمد عبداللہ صاحب بی۔ایس سی ایل۔ایل۔بی حیدرآباد دکن۔
- جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدرآباد دکن۔
- جناب امیر علی صاحب صدیقی موگرل مالا بار
- جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ۔
- جناب میاں محمد بشیر صاحب ہگل کلکتہ۔
- جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدرآباد دکن۔
- جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنتہ ضلع محبوب نگر۔
- جناب سید بشیر الرحمٰن صاحب کلکتہ۔
- جناب محمد شمس الدین صاحب دارالسلام ۱۵ کلکتہ ۱۶۔

لندن

- جناب مسٹر عبدالعزیز عزیز الدین صاحب
- جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق بی۔اے۔
- جناب چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب مولوی فاضل۔

دیگر ممالک

- جناب صالح الشیبی المہدی صاحب سورابایا۔ انڈونیشیا۔
- محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشیبی صاحب۔
- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم۔ایس سی کماسی غانا۔
- جناب مسٹر محمد ناظم خان صاحب غوری مشرقی افریقہ۔
- جناب ڈاکٹر ایم۔اے ظفر صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس ٹابورہ ٹانگانیکا ایسٹ افریقہ۔
- جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر روزہل۔ مارشیس
- جناب چوہدری عبدالستار صاحب کویت۔
- جناب ایم۔اے ہاشمی صاحب کویت
- جناب اے۔جی رحمٰن بخش صاحب یادرا ماریبو۔ امریکہ
- جناب سید عبدالرحمٰن صاحب امریکہ

حاصل مطالعہ (بقیہ صفحہ ۶۴)

ہو جو دراصل گورو نانک جی کا بیان کردہ نہ ہو اور وہ شبد خواہ موہن کی پوتھیوں میں سے لیا گیا ہو یا باہر سے جمع کئے گئے شبدوں میں سے ہو۔ یہ درست ہے کہ گورو ارجن جی خود گورو تھے ان کا قول یا کسی شبد سے متعلق کیا گیا فیصلہ سکھوں کے لئے ایسا ہی مستند اور قابلِ قبول ہے جیسا کہ خود گورو نانک جی کا اپنا فیصلہ لیکن جو بات ناممکن ہو اسے گورو ارجن جی ممکن نہیں بنا سکتے تھے . . . . یہ بات میں نے اسلئے بیان کی ہے کہ مجھے کئی شبد ایسے نظر آئے ہیں جہاں یہ مشکل ہمارے سامنے آتی ہے۔"

(پراچین بیڑاں صفحہ ۳۸-۳۹)

(عباداللہ گیانی)

ضروری اعلانات

(۱) درسالہ خریداری کے سلسلہ میں معاونین کرام کیلئے دعا کی تحریک کی اشاعت دسمبر ۱۹۶۱ء تک ہو گی انشاءاللہ۔ ہم ماہ دسمبر ۱۹۶۱ء سے نئے معاونین کے نام بند کرنیوالے تھے مگر بعض احباب کی خواہش کے احترام میں آخر رمضان المبارک یعنی مارچ ۱۹۶۲ء کے پہلے ہفتہ تک نئے معاونین میں شمولیت ہو سکتی ہے۔ جو دوست اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہیں ان کے لئے یہ اچھا موقعہ ہے۔ ہم خرما و ہم ثواب ۔

(۲) جن احباب کے اسماء گرامی معاونین خاص کی ذیل میں شائع ہو رہے ہیں ان میں سے جن کے ذمہ ابھی **بقایا رقم یا بقایا اقساط** ہیں وہ بھی از راہِ مہربانی **اپنے ذمہ کی ساری رقم شروع مارچ ۱۹۶۲ء** تک ادا فرما دیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

(**مینیجر الفرقان ربوہ**)

"الفردوس"

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے!

"الفردوس"

۸۵- انارکلی لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بے نظیر تحفہ

نور کاجل

- آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
- آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
- خارش، پانی بہنا، بھنی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقتِ ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔
قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصول ڈاک و پیکنگ۔

دماغی

دل و دماغ کے لئے بہترین ٹانک، دماغی محنت کرنیوالے طلباء، وکلاء، پروفیسرز، ججز وغیرہ کے لئے بہت راحت و آرام کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح کثرتِ کار یا تفکرات یا پریشانی کی وجہ سے جن لوگوں کے دل و دماغ کمزور ہو گئے ہوں، سر میں گرانی اور درد ہو، گردن اور کندھوں میں درد رہتا ہو ان کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہیں۔ ان کا استعمال آپ کی کارکردگی میں اضافہ اور آپ کی طبیعت میں بشاشت پیدا کرے گا انشاء اللہ۔

ایک گولی صبح بعد ناشتہ، ایک دوپہر ایک شام بعد غذا ہمراہ آب۔

قیمت فی شیشی ۳۰ گولی پانچ روپے

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

مکتبہ الفرقان کی کتابیں

تسہیل العربیہ مجلد (عربی کی اردو لغت)	۲۰/-/-	حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے	۱/-/-
التلویح والتوضیح مجلد	۸/-/-	قولِ بلیغ	۱/۸/-
حیات القلوب محمد باقر مجلسی مجلد دو جزو	۲۵/-/-	فقہ احمدیہ مع فتاویٰ	۳/-/-
بخاری شریف مصری	۱۰/-/-	احکام القرآن حصہ اوّل	۳/۸/-
صراح مکمل مجلد (لغت کی کتاب)	۱۳/-/-	جامع صحیح مسند بخاری حصہ دوم (اردو ترجمہ)	۵/۸/-
مشکوٰۃ المصابیح غیر مجلد	۱۳/-/-	" " " حصہ سوم "	۵/۸/-
" " مجلد	۱۵/-/-	خلافتِ راشدہ حصہ دوم	۲/-/-
سنن النسائی مع حواشی مکمل مجلد	۱۳/-/-	حق الیقین	۳/۸/-
کلمۃ الحق (تحریری مباحثہ)	-/۱۲/-	المسند	۶/۸/-
مباحثہ مصر (عیسائیوں سے مباحثات)	-/۱۰/-	المبشرات	۵/-/-
محاسن قرآن (ایک نیا انکشاف)	۱/۸/-	ھدایۃ المقتصد	۵/-/-
حیاتِ طیبہ مجلد (حضرت مسیح موعودؑ کی مکمل سوانح زندگی)	۶/-/-	حج بیت اللہ	۴/-/-
شانِ خاتم النبیین (ایک جامع رسالہ)	۱/۸/-	بہائی تحریک پر پانچ مقالے	۲/۴/-
حیاتِ قدسی مع سی حرفی (نوشتہ حضرت مولانا راجیکی)	۱/-/-	تاریخ احمدیت حصہ اوّل	۴/-/-
ترجمتی مضامین	۲/۱۲/-	حقیقۃ الشہادتین	-/۸/-
تحمل کی تربیت	۲/۸/-	خلافتِ حقہ	-/۸/-
شانِ رسول عربیؐ مجلد (حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات)	۴/-/-	نجات المسلمین	-/۱۲/-
حضرت مسیح کشمیر میں	۱/۸/-	نشانِ رحمت	-/۴/-
مسلمان عورت کی بلند شان	۱/۸/-	کلید قرآن مجید	۵/-/-
درِ دو درماں (فارسی منظوم مجموعہ)	۱/۸/-	اسلام پر ایک نظر (ایک غیر مسلم کا رسالہ)	-/۱۰/-
شہداء الحق	۱/-/-	تفسیر صغیر ہر دو حصہ (از حضرت امام جماعت احمدیہ)	۲۰/-/-
ظہور احمد موعودؑ	۱/۸/-	دینیات کا پہلا رسالہ	-/۲/-
انعامات خداوند کریم	۳/-/-	شاندار فتح	-/۱/-

نوٹ:- جملہ کتب کا محصول ڈاک و پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔ (مینیجر مکتبہ الفرقان ربوہ۔ پاکستان)

شادی کی مبارک تقریب

(از روزنامہ الفضل)

مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۱ء بروز یک شنبہ بعد نمازعصر مکرم قاضی عبدالسلام بھٹی آف نیروبی کی صاحبزادی امۃالباسط صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی ان کا نکاح ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۱ کو مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کے فرزند عطاءالکریم صاحب شاھد بی اے (واقف زندگی) کے ساتھ ھوا تھا - (نکاح کا اعلان حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا تھا)

برات اور تقریب رخصتانہ میں ربوہ کے بہت سے مقامی احباب کے علاوہ ازراہ شفقت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے بھی شرکت فرمائی - برات روانہ ھونے سے قبل حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے رشتہ کے بابرکت ھونے کے لئے دعا کرائی اور پھر برات کے ھمراہ مکرم قاضی منصور احمد صاحب بھٹی کے مکان واقعہ دارالرحمت غربی تشریف لے گئے جہاں تقریب رخصتانہ عمل میں آنا تھی -

تقریب رخصتانہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ھوا جو مکرم حافظ محمد رمضان صاحب فاضل نے کی - بعد ازاں حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے حاضرین سے خطاب کرتے ھوئے فرمایا - یہ رشتہ دو ایسے خاندانوں میں ھو رھا ھے جو خدمت دین کے لحاظ سے اپنے اپنے رنگ میں اور اپنی اپنی جگہ ممتاز ھیں - قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی جن کی بچی کا آج رخصتانہ ھے کے دادا حضرت قاضی ضیاءالدین صاحب اول درجہ کے مخلصین میں سے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت محبت و اخلاص کا تعلق رکھتے تھے جب انہوں نے بیعت کی تو اپنے علاقہ میں مجنونانہ طرز پر فریضہ تبلیغ ادا کیا - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو انکا اتنا خیال تھا کہ حضور نے نہ صرف ان کو بلکہ ان کی اولاد قاضی عبدالرحیم صاحب اور قاضی محمد عبداللہ صاحب کو بھی ۳۱۳ اصحاب کی فہرست میں شامل فرمایا - اسی طرح قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی جو قاضی عبدالرحیم صاحب مرحوم کے فرزند ھیں بہت مخلص احمدی ھیں اور فدائیت کا رنگ رکھتے ھیں اور نیروبی میں سالہا سال تک جماعت کے پریزیڈنٹ رہ چکے ھیں - اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت دے ان کے بعض عزیز بیمار ھیں ان کو بھی اپنے فضل سے صحت عطا فرمائے -

اسی طرح مولوی ابوالعطاء صاحب کو بھی جن کے بچے کی شادی ہو رہی ہے خدمت دین کی بہت توفیق ملی ہے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں خدمت دین کے موجودہ رنگ کے اعتبار سے اپنی ایک تقریر میں انہیں خالد قرار قرار دیا تھا ۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے دین میں دنیا میں ، ظاهر میں باطن میں ، اور حال میں مستقبل میں ، ہر لحاظ سے اور ہر طرح بابرکت کرے اور اس سے بہتر سے بہتر ثمرات پیدا ہوں نیز دولہا اور دلہن دونوں کو راحت اور برکت کی زندگی نصیب کرے (آمین)

ان ارشادات کے بعد حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کرائی جس میں سب احباب شریک ہوئے ۔

مورخہ یکم جنوری ۱۹۶۲ء بروز دو شنبہ نماز مغرب سے قبل مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے اپنے مکان واقعہ محلہ دارالرحمت وسطی میں اپنے فرزند عطاءالکریم صاحب، شاھد کی دعوت ولیمہ کا اہتمام کیاجس میں بہت سے دیگر احباب کے علاوہ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس ، مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ، مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ، مکرم سید داؤد احمد صاحب اور مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر نے بھی شرکت فرمائی ۔ دعوت طعام کے اختتام پر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی ۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر طرح خیر و برکت اور یمن و سعادت کا موجب بنائے ۔ آمین (الفضل ۳ جنوری ۱۹۶۲)

ولادت

میرے بڑے بیٹے عزیزم عطاءالرحمن صاحب طاہر مولوی فاضل کراچی کی شادی پر دس گیارہ برس ہو چکے تھے کوئی بچہ نہ ھوا تھا اللہ تعالیٰ نے اب اپنے فضل سے ۴ جنوری ۶۲ کو عزیز موصوف کے گھر میں پہلا بچہ بصورت لڑکی عطا فرمایا ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ ۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بچی کا نام ' طیبہ بشری ، تجویز فرمایا ہے احباب سے نومولودہ کے خادمہ دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے ۔

اس سلسلہ میں میں محترمہ ڈاکٹر محمودہ نذیر صاحبہ کراچی کے سلوک اور ہمدردی کا بھی ممنون ہوں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ۔

خاکسار
ابوالعطاء جالندھری

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔